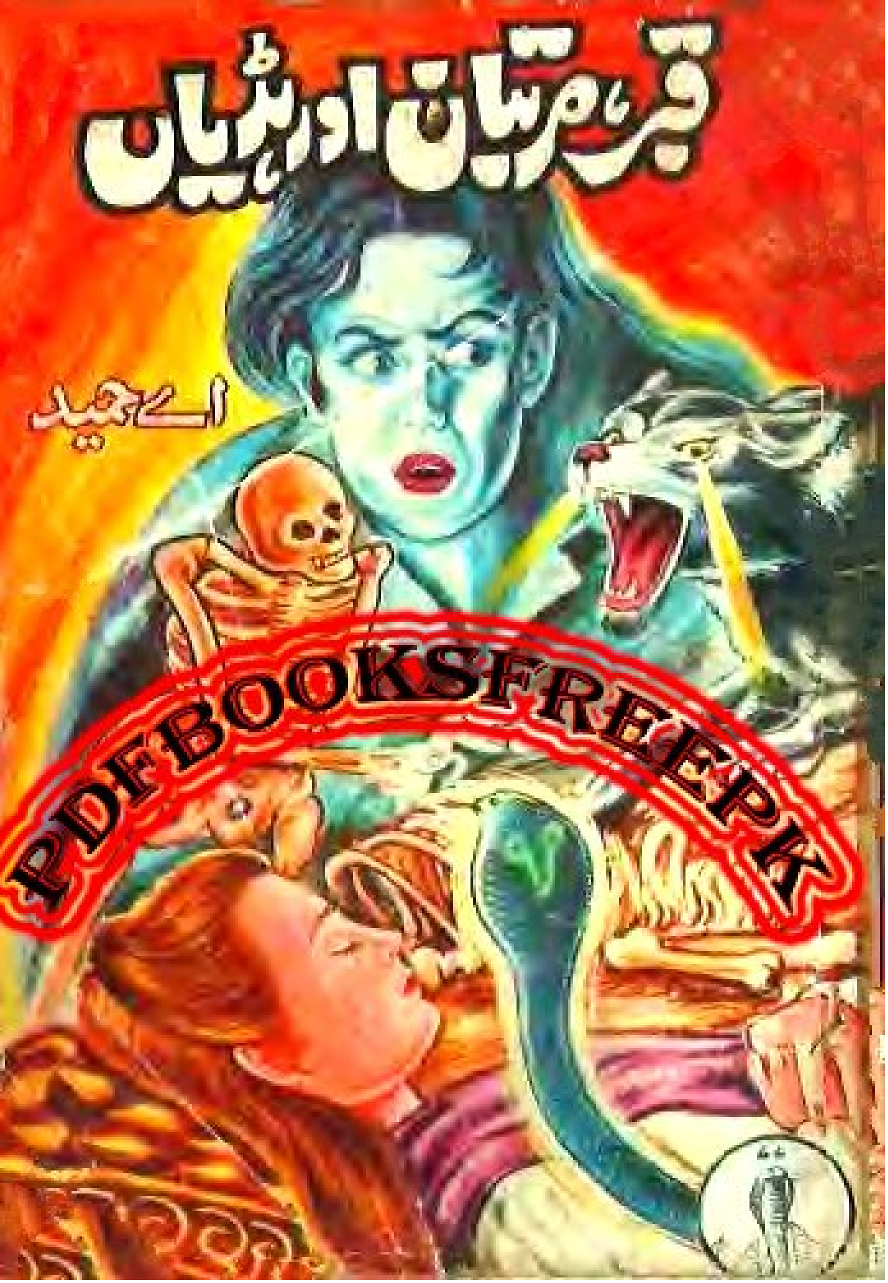
قبر مرتبان اور ہڈیاں
اے حمید
PDFBOOKSFREEPK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

قبرستان اور ہڈیاں

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ساڑھے سات روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اوّل —
ناشر: مکتبہ اقرأ، ۳ ابلی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!
عنبر ناگ ماریا کا سلام پہنچے!

عنبر ناگ ماریا کے واپسی کے سفر کی ۲۲ ویں قسط حاضر خدمت ہے۔ آپ نے جس محبت اور خلوص کے ساتھ میری ان قسطوں کو پسند کیا ہے اور جس دلچسپی اور شوق کے ساتھ آپ انھیں پڑھتے ہیں اور مجھے اپنے خلوص بھرے خط بھیجتے ہیں۔ میں اس کے لیے آپ سب کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں آگے بھی عنبر ناگ ماریا کے اس صدیوں کے پُر اسرار سفر کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے سچے واقعات اسی خلوص اور دیانت کے ساتھ لکھتا رہوں گا جس طرح کہ ان کے سفر کے حالات مجھ تک پہنچتے رہیں گے —

ہاں اس بار لاہور کالج فار ویمن کی ایک بڑی پیاری لڑکی سیتھیا بھی عنبر کی مرضی کے خلاف اس کی طلسمی انگوٹھی میں چھلانگ لگا کر تاریخ کے پُرانے گزرے ہوئے پُر اسرار زمانے میں پہنچ جاتی ہے۔ لاہور میں وہ شادمان کالونی کی ایک کوٹھی میں رہتی تھی۔ اس کے ماں باپ اس کے اچانک گم ہو جانے پر سخت پریشان ہوتے ہیں۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ تاریخ کے دو ہزار سال پُرانے زمانے میں سیتھیا پر کیا کیا مصیبتیں گزرتی ہیں اور پھر وہ کس طرح واپس لاہور شادمان کالونی والی کوٹھی میں آتی ہے؟ یہ پڑھ کر ہی آپ لطف اُٹھا سکیں گے۔

آپ کا ساتھی
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فہرست

- کالی بلی، ویران کنواں
- بھٹکتی ہوئی روح کی سرگوشی
- قبر، مرتبان اور ہڈیاں
- دھڑکتی ہوئی کتاب سنہری پلکیں
- خفیہ عورت کون تھی؟
- ماریا دریا میں کود گئی

کالی بلی، ویران کنواں

شیبا کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ ناگ عنبر، ماریا اور کیٹی میں سے کسی ایک سے یا سب سے ملاقات کرے۔ عنبر سے وہ مل چکی تھی۔ اگرچہ اس کا عنبر کے ساتھ تجربہ بڑا تلخ تھا، پھر بھی شیبا کو اس بات کی بے حد خوشی تھی کہ وہ ملکہ قلوپطرہ کے زمانے میں جا کر اس سے ملی اور اس نے اس عظیم الشان ملکہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے تاریخی خودکشی کرتے دیکھا۔

اب عنبر ناگ ماریا سیریز کی خلائی لڑکی کیٹی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اور اس میں ذرا سا بھی شک وشبہ نہیں تھا کیونکہ شیبا دیکھ رہی تھی کہ اس کی آنکھیں چوکور ہیں!

کیٹی نے چشمہ آنکھوں پر لگاتے ہوئے کہا:

"کیا اب بھی تمہیں شبہ ہے کہ میں کیٹی نہیں ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ثیبا کا چہرہ خوشی اور حیرت سے چمک رہا تھا۔ کہنے لگی۔
"کیٹی بہن! مجھے پورا پورا یقین ہے کہ تم
ہی عنبر ناگ ماریا سیریز کی کیٹی ہو لیکن یہ
بتاؤ کہ تم یہاں کیسے آگئیں؟ کیا تم
اکیلی ہو؟"

کیٹی نے کہا! تم نے دو سوال کر ڈالے ہیں۔ تمہارے
پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمیں عنبر کی
تلاش ہے اور جب تم بانو بازار کی ایک جوس
والی دکان میں بیٹھی اپنی سہیلی سے تلو پطرہ
کے قدیم ملک میں جانے کے بارے میں
بات کر رہی تھیں۔ تو میں اور ماریا سن رہی
تھیں"!

ثیبا نے خوشی سے اچھل کر کہا:
"کیا ماریا بھی تمہارے ساتھ ہے؟"

ماریا نے اپنی آواز میں کہا:
"ہاں ثیبا۔ میں بھی کیٹی کے ساتھ ہوں اور
تمہارے بالکل قریب کھڑی ہوں"

ثیبا بولی "پیاری بہن ماریا! مجھے یقین ہے کہ تم
میرے پاس ہو۔ لیکن صرف میری خاطر کوئی

نشانی دو کہ جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ تم
یہاں موجود ہو"

ماریا نے کہا:
"اچھا، دیکھو۔ وہ سامنے ایک لڑکی برآمدے سے
باہر اس طرف آ رہی ہے نا؟"

ثیبا نے کہا "ہاں۔ وہ غزالہ ہے۔ سیکنڈ ایئر میں پڑھتی ہے"

ماریا بولی "اس کے ہاتھ میں کتاب ہے۔ میں وہ کتاب
غائب کرنے لگی ہوں" "تم دیکھتی رہنا"

ثیبا نے بڑے اشتیاق کے ساتھ غزالہ پر نظریں جما دیں۔
کیٹی بھی اس طرف دیکھ رہی تھی۔ غزالہ نے ثیبا کے قریب
سے گزرتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر ہیلو ثیبا کہا اور
آگے نکل گئی۔ ماریا اس کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے غزالہ
کے بائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کو ایکدم کھینچ لیا۔
غزالہ سمجھی کہ اس کی کتاب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر
پڑی ہے۔ اس نے زمین کی طرف جھک کر دیکھا۔ کتاب وہاں
نہیں تھی۔ ثیبا مسکرانے لگی اس نے غزالہ سے پوچھا۔
"کیا ہوا غزالہ؟"

غزالہ حیرانی سے بولی۔
"ابھی ابھی میرے ہاتھ میں کتاب تھی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کہاں گئی؟" شیبا نے کہا۔ "کتاب تو میں نے بھی تمہارے ہاتھ میں دیکھی تھی۔"

غزالہ زمین پر اِدھر اُدھر کتاب تلاش کر رہی تھی۔

"خدا جانے کہاں چلی گئی ہے۔ مجھے ایسا لگا تھا جیسے کسی نے جھٹکے کے ساتھ کتاب میرے ہاتھ سے چھین لی ہے۔"

شیبا نے ہنستے ہوئے کہا:

"ضرور کوئی بھوت کالج میں آگیا ہے۔"

غزالہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا۔

"میں نہیں مانتی کسی بھوت ووت کو۔ میں تو بھوتوں کا مار مار کر بھرکس نکال دوں۔"

"تو پھر تمہاری کتاب کہاں ہے؟" شیبا نے پوچھا

"یہی تو میں حیران ہوں" غزالہ بولی۔

وہ اب بھی زمین پر کتاب کو ڈھونڈھ رہی تھی۔ شیبا اور کیٹی اُسے دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔ کتاب ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو چکی تھی۔ ماریا نے شیبا کے قریب آکر اس کے کان میں کہا:

"کیا خیال ہے اس کو بھوت کا تماشا دکھاؤں؟"

شیبا نے آہستہ سے کہا "ضرور ضرور ضرور"

غزالہ نے شیبا کی طرف دیکھ کر کہا:

"ضرور تم نے میری کتاب پیچھے سے چھین کر چھپا لی ہے۔ بھئی ایسا مذاق مجھے اچھا نہیں لگتا۔ لاؤ نکالو میری کتاب۔"

شیبا نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لیے اور کہا۔

"دیکھ لو میرے ہاتھ خالی ہیں اور پھر میں تو تم سے اتنی دور کھڑی تھی میں تمہاری کتاب کیسے چھین سکتی تھی بھلا؟"

غزالہ نے ناراضگی سے کہا:

"شیبا میں تم سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ بس اب زیادہ مذاق نہ کرو اور میری کتاب میرے حوالے کر دو۔"

شیبا بولی۔ "یہ میری تھالا میرے پاس کھڑی ہیں بے شک ان سے پوچھ لو میں نے تمہاری کتاب کو ہاتھ بھی نہیں لگایا؟"

غزالہ غصّے میں آکر کہنے لگی،

"میں پرنسپل سے تمہاری شکایت کروں گی میں جانتی ہوں تم نے ہی میری کتاب چھپائی ہے یہاں اور کوئی بھی نہیں تھا۔"

کیٹی نے کہا: — "ہو سکتا ہے کوئی بھوت تمہارے پیچھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا ہوا ہو؟"

غزالہ نے تنک کر کہا، "محترمہ زبان سنبھال کر بات کریں۔
بھوت لگے آپ کے پیچھے۔ میرے پیچھے جو بھوت
آئے گا میں جوتیاں مار مار کر اس کا سر گنجا کر دوں گی۔
آپ نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔"

اب ماریا کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے غزالہ کے قریب جا کر
اس کے کاندھے پر پڑا ہوا سبز رنگ کا دوپٹہ اتار کر غائب
کر دیا۔ غزالہ نے جب اپنا دوپٹہ اچانک غائب ہوتے
دیکھا تو کچھ پریشان ہو گئی۔

"میرا ـــــ میرا دوپٹہ کہاں چلا گیا؟"

نیشا نے کہا "غزالہ ضرور یہاں کوئی بھوت تیرے پیچھے لگ
گیا ہے یہاں سے بھاگ جاتی ہیں؟"

غزالہ نے کہا "میں اس بھوت کو سمجھ لیتی ہوں ابھی۔"

اس کے ساتھ ہی ماریا نے غزالہ کو پیچھے سے ہاتھ ڈال کر
زمین سے اوپر اٹھا لیا۔ زمین سے اوپر اٹھتے ہی غزالہ غائب
ہو گئی۔ اب جو اس نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں بلکہ سارا
جسم نظر نہیں آ رہا۔ تو وہ چیخ مار کر بولی۔

"بھوت ـــــ بھوت ـــــ مجھے بچاؤ"

ماریا نے اسے زمین پر کھڑا کر دیا۔ غزالہ پھر سے

ظاہر ہو گئی۔ اس کی چیخ و پکار سن کر ساری لڑکیاں کلاس
سے باہر آگئیں۔ پروفیسر بھی وہاں آگئی۔ غزالہ نے انہیں
بتایا کہ یہاں کوئی بھوت آگیا ہے۔ اس نے پہلے میری
کتاب غائب کی۔ پھر دوپٹہ اور پھر آخر میں تھوڑی دیر
کے لیے مجھے بھی غائب کر دیا۔

پروفیسر نے ایک لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔
"اس کے دماغ پر کسی نشے کا اثر ہو گیا ہے
یہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے۔"

غزالہ بولی: "پروفیسر صاحبہ میں نے فوراً اپنے ہاتھوں
اور پاؤں کو بلکہ اپنے سارے جسم کو غائب ہوتے
دیکھا ہے۔"

پروفیسر نے کہا "تمہارا دماغ ٹھیک نہیں رہا۔ کوئی بات نہیں
تم گھر جا کر آرام کرو۔"

نیشا نے کہا "پروفیسر صاحبہ ـــــ ہو سکتا ہے غزالہ ٹھیک
کہہ رہی ہو اور ہمارے کالج میں کوئی بھوت آن
گھسا ہوا ہو۔"

پروفیسر نے نفرت سے سر جھٹک کر کہا:
"کیا بے کار باتیں کرنے لگی ہو تم بھی ـــــ
اس زمانے میں کہاں بھوت ووت نہیں ہوتے انسان خلا میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بستیاں بسا رہا ہے اور تم لڑکیاں بھوتوں کی باتیں کر رہی ہو؟ افسوس ہے تمہاری عقل پر"

پھر اس نے غزالہ کی طرف دیکھا جو حیران کھڑی سب کا منہ تک رہی تھی اور کہنے لگی۔

"غزالہ! جاؤ گھر جا کر اسپرو کی دو ٹکیاں چائے کے ساتھ کھا کر سو جاؤ۔ سونے سے تمہارا دماغ ٹھیک ہو جائے گا۔

ماریا نے سوچا کہ اس پروفیسر کو بھی بھوت کی ایک جھلک دکھا دینی چاہیئے۔ پروفیسر لڑکیوں سے کہہ رہی تھی۔

"چلو لڑکیو کلاس روم میں چلو۔ اور ٹینا تم بھی اپنی خالہ سے مل چکی ہو۔ اب کلاس روم میں آ جاؤ۔ کل امتحان ہونے والے ہیں ——— چلو ——— چلو"

ماریہ نے ٹینا اور کیتھی کے پاس آ کر کہا:

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں ذرا اس پروفیسر کو بھوت کی ایک جھلک دکھا کر آتی ہوں جو چاند کی بستیوں اور ماڈرن سائنس کی باتیں کر رہی تھی"

کیتھی اور ٹینا مسکرانے لگیں اور انہوں نے اپنا رخ کلاس کی طرف پھیر لیا جو وہاں سے انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ غزالہ کو اس کی مرضی کے بغیر پروفیسر نے آرام کرنے کے لیے اس کے گھر روانہ کرا دیا تھا۔ اور خود لڑکیوں کو لے کر کلاس روم میں آ گئی۔ اور کتاب کھول کر بولی۔

"صفحہ دو سو تین نکالو۔ میں تمہیں پڑھا رہی تھی کہ ہلاکو خاں کی فوجوں نے جس وقت بغداد پر حملہ کیا تو اس وقت بغداد کا خلیفہ بہت کمزور ہو چکا تھا اور دربار میں اس کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں اس کا وزیر علقمی ———"

ابھی پروفیسر کتاب کے اسی لفظ تک ہی پہنچی تھی کہ ماریا نے ہاتھ بڑھا کر پروفیسر کی نظر کی عینک اتار لی۔ عینک غائب ہو گئی۔ اب پروفیسر کو بہت دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور کہا

"میری عینک کہاں چلی گئی۔ گر پڑی ہے نیچے لڑکیو یہاں آ کر میری عینک تلاش کرو یہیں گری ہو گی۔"

لڑکیاں میز پر آ کر عینک ڈھونڈنے لگیں مگر وہاں عینک کہیں بھی نہیں تھی۔

"میڈم! یہاں عینک نہیں ہے"؟

پروفیسر نے چیخ کر کہا "تو کیا اسے کوئی بھوت لے گیا ہے ابھی تو میری آنکھوں سے نیچے گری تھی"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پروفیسر کو کوئی شے صاف نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ وہ کرسی پہ اندھی مائی کی طرح بیٹھی تھی۔ لڑکیاں عینک تلاش کر کے تنگ آ گئیں اور اپنی سیٹوں کی طرف واپس جاتے ہوئے بولیں کہ عینک نہیں ہے میڈم۔

میڈم پروفیسر کا تو پارہ چڑھ گیا۔ چنگھاڑ کر بولی "تم سب بد حرام ہو گئی ہو۔ ایک ذرا سی عینک تمہیں نہیں مل سکی۔

ایک لڑکی نے کہا: "میڈم! عینک بھوت لے گیا ہے اس کالج میں بھوت آ چکا ہے۔ غزالہ کو اس نے ہی غائب کیا تھا"

پروفیسر نے زور سے میز پہ چھڑی مار کر کہا۔ اس الیکٹرانک سائنس کے زمانے میں تم بھوت کی باتیں کرتی ہو؟ افسوس ہے تمہاری عقل پہ"

ماریا نے پیچھے سے پروفیسر کی کرسی کو نیچے سے ہاتھ ڈال کر اوپر اٹھا لیا۔ اب پروفیسر کرسی سمیت کلاس روم سے غائب ہو گئی تھی۔ لڑکیوں نے خوف کے مارے شور مچا دیا۔ میڈم غائب ہو گئیں۔ بھوت بھوت۔ اور لڑکیاں چیخیں مارتی کلاس روم سے باہر بھاگ گئیں۔

پروفیسر نے جب دیکھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور سارا جسم غائب ہو گیا ہے تو اس کا دل ڈوبنا شروع ہو گیا۔ وہ ہوا میں اوپر اٹھی ہوئی تھی اور اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ کس نے اسے اوپر اٹھایا ہوا ہے اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ ماریا نے اس کے کان میں آہستہ سے کہا "کیا اب بھی تمہیں بھوت پہ یقین نہیں ہے؟"

پروفیسر نے ماریا کی آواز سنی تو دہشت کے مارے بیہوش ہو گئی۔

ماریا نے کرسی زمین پہ رکھ دی۔ پروفیسر پھر سے نظر آنے لگی مگر وہ بے ہوش پڑی تھی۔ وہاں پرنسپل صاحبہ آ گئیں اور دیکھا کہ پروفیسر بیہوش ہے۔ انہوں نے فوراً حکم دیا کہ انہیں ان کے گھر پہنچا دیا جائے تاکہ وہ آرام کریں اور لڑکیوں کو پرے پرے ہٹانے لگیں۔

ماریا وہاں سے نکل کر شیبا اور کیٹی کے پاس آ گئی جو درخت کے پاس کھڑی یہ سارا تماشہ دور سے دیکھ رہی تھیں۔

"تم نے تو خوب ڈرا کر دیا ماریا!"

کیٹی نے اپنے قریب ماریا کی خوشبو سونگھتے ہوئے کہا۔ ماریا نے کہا:

"یہ سب کچھ اپنی نئی سہیلی شیبا کے دل کو خوش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کے لیے میں نے کیا ہے —"

اب کیٹی اور ماریا بیشبا سے عنبر کی باتیں کرنے لگیں بیشبا نے کیٹی کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ عنبر سے اس کی ملاقات کہاں ہوئی لاہور میں اور پھر کیسے وہ ان کی شادمان کالونی والی کوٹھی میں رات کو مہمان ٹھہرا اور پھر کس طرح بیشبا اس کی طلسمی انگوٹھی کو اس کے سونے میں رگڑ کر قلو پطرہ کے زمانے میں پہنچ گئی۔ ماریا نے پوچھا۔

"وہاں تمہاری عنبر سے ملاقات نہیں ہوئی؟"

بیشبا نے کہا: بالکل نہیں ماریا بہن — میں تو انتظار ہی کرتی رہی کہ شاید وہاں عنبر یا تم دونوں میں کسی سے یا ناگ سے ملاقات ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا۔"

کیٹی نے کہا: ناگ تو ہاڑل میں ایسا غائب ہوا کہ اس کی پھر کوئی خبر ہی نہیں آئی"

کون سی ہاڑل کیٹی بہن" بیشبا نے پوچھا۔

کیٹی نے کہا: تمہارے ہمسایہ ملک ہندوستان کے جنوب میں ایک قلعے کے پاس ہے۔ یہ بڑے پر اسرار اور عجیب وغریب واقعات ہیں بیشبا تم۔ اسے نہیں سمجھ سکو گی۔"

بیشبا نے کہا " میرے لیے یہ واقعات کوئی نئے نہیں ہیں کیٹی بہن! میں عنبر ناگ ماریا کی واپسی کی ساری

قسطیں پڑھ رہی ہوں جن میں تمہارے پر اسرار سفر کے سارے واقعات لکھے ہوتے ہیں"

ماریا بولی۔ لاہور میں صرف ایک گارڈن ٹاؤن والا لڑکا امجد ہے اور اب تم پہلی لڑکی ہو جس نے ہماری پر اسرار ماضی کی تاریک اور انوکھی دنیا میں جا کر سیر کی ہے۔"

بیشبا نے کہا "میں نے ایک بار امجد سے ملنے کی کوشش کی تھی مگر وہ مری گیا ہوا تھا۔"

کیٹی کہنے لگی "اب وہ آگیا ہے۔ ہم اس سے مل کر تمہارے پاس آئی ہیں۔"

بولی "اب عنبر اور ناگ کو کہاں تلاش کیا جائے"

کیٹی نے کہا "ہم انہیں کہاں تلاش کریں۔ بیشبا نے تو یہی بتایا ہے کہ وہ ان کی کوٹھی میں کچھ دن رہ کر بیشبا کی تلاش میں نکلا اور پھر واپس نہیں آیا۔"

کیٹی بولی "ہو سکتا ہے وہ لاہور میں ہی ہو"

ماریا نے کہا "اگر وہ لاہور میں ہے تو پھر ضرور رات کو مقبرہ جہانگیر آرام کرنے جاتا ہوگا۔ میرا مطلب ہے رات گزارنے جاتا ہوگا۔ کیوں کہ آرام کی تو اسے ضرورت ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہے۔"

کیٹی نے کہا: — "تو پھر آج رات اسے مقبرہ جہانگیر میں دیکھیں گے"

کیٹی نے شیبا کی طرف دیکھ کر کہا:

"شیبا تم خیال رکھنا۔ اگر کسی اتفاق سے تمہاری عنبر سے ملاقات ہو گئی تو اسے کہنا کہ ہم آج رات اس کی تلاش میں مقبرہ جہانگیر آ رہی ہیں"

"بہت اچھا کیٹی بہن — لیکن تم لوگ اب کہاں جاؤ گی؟"

ماریا نے کہا: "ہمارا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ اگلے لمحے ہم کہاں ہوں گی اور ہمارے ساتھ کیا حادثہ پیش آجاتا ہے بہر حال تمہیں اپنی کوٹھی کا ایڈریس ہمیں دے دو۔ ہم کسی وقت آکر تم سے عنبر کے بارے میں پوچھ جائیں گی۔"

شیبا نے ماریا اور کیٹی کو شادمان والی کوٹھی کا پتہ لکھا دیا۔ اور ٹیلی فون نمبر بھی دے دیا جو کیٹی نے اسی وقت یاد کر لیا۔

شیبا نے ان سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ گھر چل کر کھانا کھائیں، مگر

کیٹی بولی: "تم تو ہماری کہانی کی قسطیں پڑھتی رہتی

ہو تمہیں تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمیں اتنی بھوک نہیں لگتی۔ بلکہ ماریا کو تو بالکل نہیں لگتی۔

شیبا نے کہا — "ویسے ہی میرے گھر چلیں میں آپ کو اپنا کمرہ دکھاؤں گی۔"

ماریہ نے ہنستے ہوئے کہا — "پھر کبھی آکر تمہارا کمرہ دیکھیں گے شیبا اس وقت ہمیں اجازت دو"

اور ماریا اور کیٹی شیبا کو خدا حافظ کہہ کر کالج سے باہر آگئیں

ماریا نے پوچھا — "اب کدھر کا ارادہ ہے کیٹی؟"

کیٹی نے کہا — "ہم نے انارکلی کی تو سیر کر لی ہے اب میرا خیال ہے کہ ہمیں پرانی انارکلی کی سیر کرنی چاہیئے۔ میں نے سنا ہے کہ اس شہر میں ایک پرانی انارکلی بھی ہے"

ماریا نے کہا: "ہاں میں نے یہ بازار دیکھا ہے بس پرانے مکان ہیں۔ پرانی دکانیں ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں ہے"

کیٹی بولی "چلو وہیں چل کر دیکھتے ہیں دن اسی طرح گزر جائے گا۔ شام کو مقبرہ جہانگیر چلے جائیں گے"

"جیسے تمہاری مرضی" ماریا نے کہا

اور وہ رکشا میں سوار ہو کر پرانی انارکلی کے چوک میں آگئیں

کیٹی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب میرے پاس پاکستانی کرنسی ختم ہو رہی ہے
ہمیں روپوں کا بھی بندوبست کرنا ہوگا۔"
"ہو جائے گا۔ فکر نہ کرو۔ تم بینک کی طرف اشارہ
کرو گی میں اس بینک سے تمہیں روپے لا دوں گی"
ماریا نے کہا۔ کیٹی اور وہ دونوں پرانی انار کلی کے بازار میں
آ گئیں۔ یہاں پرانی پرانی دکانیں تھیں اور ان پر سبزیاں
گوشت اور آٹا چاول اور پھل وغیرہ بک رہے تھے۔ یہ نئی
انار کلی سے بالکل مختلف انار کلی تھی۔ کیٹی نے بڑے شوق سے
ان پرانی دکانوں اور آگے کو بڑھے ہوئے چھجوں والے مکانوں
کو دیکھ رہی تھی۔ جب وہ پرانی انار کلی کا چوک پار کر کے جین مندر
کی طرف آئیں تو کیٹی نے بائیں ہاتھ اونچی بلڈنگوں کے درمیان
ایک جگہ ابھرا ہوا سفید گنبد دیکھا جس پر سیاہ لکیریں پڑی ہوئی
تھیں!

کیٹی نے ماریا سے پوچھا

"یہ کس کا گنبد ہے؟

ماریا نے کہا ـــ "کسی کا بھی لیکن میرا نہیں ہے"
کیٹی ہنسنے لگی۔ بولی ـــ "چلو چل کر دیکھتے ہیں۔ بڑا پرانا
گنبد معلوم ہوتا ہے"
دونوں بلڈنگوں کے درمیان ایک تنگ سا راستہ اس گنبد والی

پرانی برجی کو جاتا تھا۔ دونوں وہاں پہنچ گئیں کیا دیکھتی
ہیں کہ زمین سے دس فٹ اونچا ایک برج بنا ہوا ہے جو
بہت پرانا ہے اور خستہ حالت میں ہے جو سیڑھیاں برج
تک جاتی ہیں ان پر مٹی جمی ہوئی ہے اور اینٹیں اکھڑ
چکی ہیں۔

کیٹی نے کہا: "کس قدر خراب حالت ہے اس برج
کی؟ کیا یہاں کسی کا مقبرہ ہے؟"

ماریا نے کہا ـــ ہمیں اس سے کیا لینا کیٹی۔ چلو واپس
چلتے ہیں۔"

کیٹی ضد کرنے لگی "نہیں ماریا ـــ میرا دل چاہتا ہے
کہ اس کے اندر جا کر دیکھوں"

"جیسے تمہاری مرضی ـــ"

وہ دونوں گرد اور مٹی سے بھری ہوئی سیڑھیاں چڑھ
کر اوپر برج میں آ گئیں۔ اندر ایک کتا سویا ہوا تھا۔ ان کو
دیکھ کر وہ چیوں چیوں کرتا دوسری طرف سے بھاگ گیا کیٹی
نے برج کے اندر جا کر دیکھا کہ فرش پر مٹی ہی مٹی تھی درمیان
میں ایک پرانی قبر بنی ہوئی تھی۔ کیٹی نے پوچھا

"ماریا ـــ یہ کس کی قبر ہو سکتی ہے؟

ماریا نے کہا ـــ "میرا خیال ہے اس دیوار پر کچھ لکھا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے"

وہ ٹوٹی ہوئی دیوار کے پاس جا کر کھڑی ہوگئیں یہاں سنسکرت زبان میں لکھا تھا۔

"شکتی پاروتی۔ عمر ۱۵ سال مرہٹوں کے زمانے میں لاہور کے مرہٹہ گورنر سندھیا جی کی اکلوتی بیٹی ۔۔۔ جس کے سر پہ لاہور کے تاریخی مندر سے ایک کالی بلا سوار ہوگئی اور اس نے شکتی پاروتی کو ہلاک کر ڈالا ۔۔۔ شکتی پاروتی نے آدھی رات کو اس جگہ ایک ویران کنوئیں میں اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر لیا ۔۔۔

اس کے گورنر باپ سندھیا جی کے حکم سے اسی ویران کنوئیں کے اوپر ایک برج بنا کر شکتی پاروتی کی لاش کو جلانے کے بعد اس کی ہڈیاں ایک مرتبان میں ڈال کر دفن کر دی گئیں۔

منگل وار۔ سن ۱۹۸۰ء

ماریا اونچی آواز میں یہ تحریر پڑھ کر کیٹی کو سنا رہی تھی کیٹی نے کہا:

"بڑی دردناک موت ہوئی ہے بے چاری شکتی پاروتی کی ۔۔۔"

ماریا نے کہا ۔۔۔ ہوگی ۔۔۔ اب ہمیں اس سے کیا لینا ؟ ۔ چلو واپس چلتی ہیں ۔ یہاں میرا دل گھبرا رہا ہے"

کیٹی درمیان میں بنی ہوئی قبر کو غور سے دیکھ رہی تھی ۔ کہنے لگی ۔

"یہ تو بہت پرانی قبر ہے ماریا۔ اس سے کیا گھبرانا۔ اب تو بے چاری پاروتی کی ہڈیاں بھی مرتبان میں پڑے پڑے سرمہ بن گئی ہوں گی۔"

اچانک کیٹی کو ماریا کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیٹی میرے پاؤں بھاری ہو رہے ہیں ۔۔۔"

کیٹی نے جلدی سے کہا۔ "کیا کیا ؟ ماریا ۔۔۔ ماریا"

ماریا کی اکھڑی اکھڑی آواز آئی۔

"کیٹی ۔۔۔ کوئی طاقت مجھے قبر کی طرف کھینچ رہی ہے میرا سارا جسم بھاری ہوگیا ہے میں اپنے آپ آگے کو جا رہی ہوں ۔۔۔"

کیٹی نے ادھر ادھر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"ماریا ۔۔۔ ماریا ۔۔۔ تم کہاں ہو ماریا ؟

یہ تم کیا کہہ رہی ہو ؟"

ماریا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بلند ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی —— کی۔کی —— کیٹی —— میں

میں —— میں ——"

ماریا کی آواز ایسے آرہی تھی جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہو۔ اور پھر یہ گھٹی گھٹی آواز اچانک بند ہو گئی۔ کیٹی اسے پکارتی رہی مگر اس کے بعد ماریا نے کوئی جواب نہ دیا اس کی آواز پھر سنائی نہ دی۔ ماریا کی خوشبو آنی بھی بند ہو گئی۔ کیٹی پریشان ہو کر قبر کے اردگرد چکر لگانے لگی۔ وہ برابر ماریا کو پکار رہی تھی۔

ماریا —— ماریا —— تم کہاں ہو؟ جواب دو ماریا؟

ایک طرف سے وہی کتا بھاگ کر وہاں آگیا اور کیٹی کی طرف منہ کر کے زور زور سے بھونکنے لگا۔ کیٹی ڈر کر پیچھے ہٹ گئی کیونکہ کتے کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور لمبے لمبے نوکیلے دانت باہر نکلے ہوئے تھے وہ کیٹی کی طرف لپکا کیٹی نے برج پر سے چھلانگ لگا دی۔ وہ دھپ سے نیچے مٹی کے ڈھیر پر گر پڑی۔ کتا اوپر برج کے ٹوٹے ہوئے کنارے پر کھڑا کیٹی کی طرف نیچے دیکھ کر زور زور سے بھونک رہا تھا۔ کیٹی حیران ہو گئی کہ یہ اچانک کیسا انقلاب آگیا۔ ماریا ابھی اس کے پاس کھڑی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ اسے کس غیبی طاقت نے اپنی طرف کھینچ لیا؟

کیا اسے شکتی پاروتی کی کالی بلا اپنے پاس لے گئی ہے؟ یہ کتا کہیں اسی مردہ عورت کا دوسرا روپ تو نہیں ہے؟ کیونکہ ہندوؤں میں یہ عقیدہ عام ہے کہ جو انسان خودکشی کرے یا گناہگار ہو اس کی روح کسی جانور کا روپ بدل کر دوبارہ دنیا میں آجاتی ہے —— کیٹی ان باتوں پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ اس نے کتے کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر کتا اس قدر خونخوار تھا کہ کیٹی ایک عورت کے روپ میں رہ کر اس کو ہلاک نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے اپنے ذہن میں چیتے کا تصور کیا۔ وہ چیتا بن کر اس کتے کو چیر پھاڑ کر رکھ دینا چاہتی تھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہی کتا پاروتی کا دوسرا جنم ہے اور اسے ہلاک کر دینے سے ماریا واپس آجائے گی۔

کیٹی نے ایک خونخوار چیتے کا تصور ذہن میں جمایا اور چٹکی بجا دی۔ لیکن چٹکی بجانے کے بعد جب اس نے اپنے سارے جسم پر ایک نگاہ ڈالی تو خوف سے لرز اٹھی کیونکہ وہ چیتا نہیں بنی تھی بلکہ اس کا سارا جسم ایک مرد کا جسم بن چکا تھا۔ مرد بھی ایسا کہ جس نے قیدیوں کا لباس پہن رکھا تھا۔

کیٹی نے گھبرا کر جلدی سے اپنی شکل کا تصور کیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور چٹکی بجا دی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اس کے جسم میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ ویسے ہی جیل کے ایک قیدی کی شکل میں کھڑی تھی۔ یا اللہ! یہ میرے ساتھ کیسا حادثہ ہو گیا ہے اب تو یہ طلسمی چٹکی بھی دھوکہ دینے لگی ہے۔ اس کا بھی کوئی بھروسہ نہیں رہا ہے۔!

کیٹی ایک قیدی مرد کی شکل میں تھی۔ اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ گلے میں تعویذ تھا۔ چار خانے والی قمیض اور نیکر تھی اور پاؤں میں چپل تھی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کا نام کیا ہے۔ وہ کس جیل کی قیدی ہے اور اسے کس جرم میں قید کی سزا ہوئی تھی!

وہ ماریا کو تو بھول گئی اور اسے اپنی مصیبت پڑ گئی۔ قیدیوں والے کپڑے میں تو اسے ہر کوئی پہچان سکتا تھا کہ یہ قیدی ہے ـــــ ظاہر ہے اگر وہ جیل سے باہر تھی تو قید سے بھاگی ہوئی تھی اور پولیس یقیناً اس کے پیچھے لگی ہوگی۔ وہ کیا کرے؟ کہاں جائے؟ اس نے آنکھیں بند کر کے ایک بار پھر زور سے چٹکی بجائی کیٹی نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تو اس کی چیخ نکل گئی اس کے حلیے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ اسی مرد قیدی

کی شکل میں تھی۔

وہ اس منحوس برج سے ہٹ کر دونوں بلڈنگوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی پرانی انارکلی کے چوک میں آ گئی۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ پرانی انارکلی کا تھانہ بالکل پاس ہی تھا اور سپاہی اس کی تلاش میں پھر رہے تھے۔ وہ چوک میں سے گزری تو لوگ بھی اس کی طرف منہ اٹھا کر دیکھنے لگے۔ دو ایک نے اس کی طرف اشارہ کر کے بھی کہا

کوئی جیل سے بھاگا ہوا قیدی جا رہا ہے۔"

چوک میں کھڑے پولیس کانسٹیبل کی نظر جونہی کیٹی پر پڑی اس نے زور سے سیٹی بجا دی۔ سیٹی کا بجنا تھا کہ ادھر ادھر سے کتنے ہی سپاہی بھاگ کر چوک میں آ گئے۔ تھانے کا انچارج تھانیدار بھی پستول لگائے باہر آ گیا انہوں نے کیٹی کو دیکھتے ہی اس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ تھانے دار نے پستول تان کر کہا!

"احمد خان ـــ اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو تو اپنے آپ کو بڑے آرام سے پولیس کے حوالے کر دو"

کیٹی سمجھ گئی کہ اس کا نام احمد خان ہے۔ مگر اس نے کیا کیا تھا؟ اس کا جرم کیا تھا؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس سوال کا جواب بھی اسے مل گیا جب پولیس کے سپاہیوں نے چھلانگیں لگا کر کیٹی کو قابو میں کر کے ہتھکڑی ڈال دی اور تھانے دار نے کہا :

"خدا کا شکر ہے کہ مفرور قاتل احمد خان
پھر سے پکڑ لیا گیا ،"

اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا :

"احمد خاں — تم ڈاکو اور قاتل ہو
شاید تمہیں پتہ نہیں کہ عدالت نے تمہاری
عدم موجودگی میں تم پر مقدمہ چلا کر تمہیں
پھانسی کی سزا سنا دی ہوئی ہے۔ اور
دو ایک دنوں میں تمہیں پھانسی دے
دی جائے گی۔"

اب تو کیٹی کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ یہ کیا نئی مصیبت پڑ گئی اب کیا ہوگا۔ اگر انھوں نے احمد خان کی شکل میں مجھے پھانسی دے دی تو میں تو مر جاؤں گی وہ سوچنے لگی — کیونکہ کیٹی صرف کیٹی کی شکل میں زندہ رہ سکتی تھی۔ اور موت اسے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ لیکن اگر اس نے کوئی دوسرا روپ اختیار کر رکھا ہو تو اسے موت آ سکتی تھی۔

کیٹی نے سر جھکا رکھا تھا۔ چوک میں لوگ اس کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ سب ڈاکو احمد خان کو پولیس کے نرغے میں گرفتار دیکھ کر خوشی کے نعرے لگا رہے تھے اخباروں میں لوگ احمد خاں ڈاکو اور قاتل کے جیل سے فرار کے بارے میں ساری خبریں پڑھتے رہے تھے۔ اخبار کے مطابق احمد خان قاتل اور ڈاکو چھ ماہ پہلے جیل توڑ کر فرار ہوا تھا۔ اور آج دوبارہ پکڑ لیا گیا تھا۔

پولیس نے اس کی عدم موجودگی میں عدالت میں اس کا مقدمہ پیش کر دیا گیا۔ کارروائی شروع ہو گئی اور پانچ ماہ، چار دن کی عدالتی کارروائی کے بعد اسے موت کی سزا سنا دی گئی۔ اور اس کی رحم کی اپیل بھی صدر کو بھیج دی گئی جو نامنظور ہو گئی —— یعنی اب احمد خان یا کیٹی کو پھانسی ملنے میں ایک یا دو دن باقی تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھٹکتی ہوئی روح کی سرگوشی

کیٹی یعنی احمد خان ڈاکو کو پھانسی کی کوٹھری میں بند کر دیا گیا۔

کیٹی بہت پریشان تھی۔ کیونکہ اگر وہ اپنے اصلی روپ میں نہ آئی یا وہ کوئی دوسری شکل بدل کر وہاں سے فرار نہ ہو سکی تو اس کی موت یقینی تھی۔ کیونکہ وہ صرف کیٹی کی اصلی شکل میں ہی موت سے بچ سکتی تھی اور اسے موت نہیں آ سکتی تھی۔ کسی بھی دوسری شکل میں اسے ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت وہ قاتل ڈاکو احمد خان کی شکل میں تھی جس کو پھانسی دینے میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔

پھانسی کی کوٹھری میں زمین پر بچھے ہوئے پھٹے پرانے کمبل پر بیٹھی وہ چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے سلاخوں کے باہر دیوار کے اوپر درخت کی شاخوں کو تک رہی تھی جن کے پتے دھوپ میں چمک رہے تھے۔ پھر وہ اٹھ

کوٹھری میں ٹہلنے لگی۔ یہ کوٹھری بہت چھوٹی تھی چار پانچ قدم چلنے کے بعد سامنے دیوار آ جاتی تھی۔ پہریدار بندوق اٹھائے باہر کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔

کیٹی نے ایک بار پھر اپنی اصلی شکل آنکھوں کے سامنے لا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور چٹکی بجائی۔ اس نے آنکھیں کھولے بغیر اپنی بانہوں پر ہاتھ پھیر کر دیکھا اسے سخت مایوسی ہوئی اس کی بانہیں ایک ڈاکو کی کالے کالے بالوں بھری بانہیں تھیں۔ کیٹی نے آنکھیں کھول دیں۔ چٹکی کا کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ ڈاکو احمد خان کی شکل میں ہی تھی وہ اس بات پر بھی بڑی حیران تھی کہ اس نے پہلے کبھی ڈاکو احمد خان کی شکل نہیں دیکھی تھی اور ذہن میں اس کا خیال بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن چٹکی بجانے کے ساتھ ہی وہ اس کی شکل میں بدل گئی تھی

ایسا کیوں ہونے لگا ہے؟ کیٹی غور کرنے لگی۔

کیا آگے سے وہ چٹکی جس شکل میں چاہے اسے بدل دیا کرے گی۔؟

یہ بھی کافی پریشان کر دینے والی بات تھی۔ مگر یہ سوچ کر کیٹی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اب سارا کھیل ایک دن بعد ختم ہونے والا تھا۔ اسے پھانسی دے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی جائے گی۔ اور وہ ناگ عنبر اور ماریا کو پتہ لگے بغیر ہی زمین کے اندر دفن کر دی جائے گی۔ اور پھر کسی دوسری شکل میں تبدیل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

ماریا ۔۔۔ شکتی پاروتی کے برج میں اس کی قبر پر غائب ہو گئی تھی۔ عنبر اس سے پہلے ہی بچھڑ چکا تھا۔ ناگ بادل پر پانی بھرتے ہوئے پھسل کر نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ باقی وہ رہ گئی تھی سو وہ بھی پھانسی کی کوٹھری میں بے یار و مددگار بیٹھی موت کا انتظار کر رہی تھی۔

کیٹی کو اپنے حال پر رونا آگیا۔ وہ عورت سے مرد بن گئی تھی۔ اور مرد بھی ایک سزا یافتہ قاتل اور ڈاکو احمد خان جس کو پھانسی ملنے میں تھوڑی دیر ہی باقی رہ گئی تھی۔

وہ رات اس نے جاگ کر اور بے چینی سے بسر کی اسے لاہور کالج کی لڑکی شیبا اور گارڈن ٹاؤن کے اپنے دوست امجد کا خیال آگیا مگر اس حالت میں وہ بھی اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ کیٹی کو اس عالم میں پہچان ہی نہیں سکتے تھے

اور اگر پہچان بھی لیں تو اُسے پھانسی کی کوٹھری سے کوئی طاقت باہر نہیں نکال سکتی تھی۔ کیونکہ عدالت اُسے موت کی سزا سنا چکی تھی۔

دوسرا دن بھی اسی طرح گزر گیا۔ شیبا اور امجد ماریا اور کیٹی کا انتظار کرتے رہے کہ شاید وہ ان سے ملنے آئیں مگر کوئی نہ آیا۔ دن گزر گیا۔ پھر رات بھی گزر گئی۔ احمد خان ڈاکو کی زندگی کا آخری دن آگیا اور ایک طرح سے کیٹی کی زندگی کا بھی آخری دن آ گیا۔ اس روز ڈاکو احمد خان کے گھر سے ملاقات آگئی کیٹی کو لا کر آخری ملاقات کے لیے سلاخوں والے برآمدے میں ایک طرف بٹھا دیا گیا۔ دو پہرے دار بندوقیں لیے اس کے قریب کھڑے ہو گئے کیٹی کو ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔ اور پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔

احمد خان ڈاکو کی ماں اور بیوی اور بہنیں اور بچے اس کو دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ کیٹی یعنی احمد خان ڈاکو ان لوگوں کو ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا۔

اس سے پہلے کیٹی نے ان لوگوں کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن وہ احمد خان ڈاکو پر قربان ہوتے جا رہے تھے۔ کیٹی کو اپنی مصیبت یاد کر کے رونا آ رہا تھا۔ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ رہے تھے کہ احمد خان گھر والوں کو دیکھ کر آنسو بہا رہا ہے۔

کیٹی یعنی اس وقت کے احمد خان ڈاکو کے گھر والے اس سے آخری ملاقات کر کے روتے پیٹتے واپس چلے گئے کیٹی کو دوبارہ لا کر پھانسی کی کوٹھری میں بند کر دیا گیا شام کے سائے جیل خانے کی دیواروں پر لمبے ہونے لگے۔ یہ کیٹی کی آخری شام تھی۔ آج رات پچھلے پہر دو بجے اس کو پھانسی دی جانے والی تھی۔

ایک بار تو اس کا دماغ خراب ہو گیا۔ وہ زور زور سے چیخنے چلانے لگی اور سلاخوں کو جھنجھوڑنے لگی —— سپاہی اور وارڈن ایکدم وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے کیٹی یعنی احمد خان ڈاکو کو پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ ڈالا۔ کیٹی بے ہوش ہو گئی —— جب اسے ہوش آیا تو کوئی اسے آہستہ آہستہ ہلاتے ہوئے جگا رہا تھا۔

"احمد خان اٹھو اور خدا کو
یاد کرو۔ تمہارا آخری وقت
آ گیا ہے"

کیٹی نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا!

"مولوی صاحب! میں احمد خان ڈاکو نہیں

ہوں۔ میں ایک عورت ہوں۔ میرا نام کیٹی ہے میں
ایک دور دراز کے سیارے کی مخلوق
ہوں۔ مجھے یہاں سے نکال دیں۔

مولوی نے سر ہلایا۔ وہ سمجھ گیا کہ احمد خان کا موت کے خوف سے دماغی توازن بگڑ گیا ہے اور وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے کیٹی کے سر کے کھردرے بالوں پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا۔

"احمد خان! خدا کو یاد کرو۔ اب
کچھ نہیں ہو سکتا۔ خدا کو یاد کرو۔
وضو کر کے نماز پڑھو اور اپنی بخشش
کی خدا کے آگے دعا مانگو۔ میں
بھی تمہارے لیے دعا کرتا ہوں"

کیٹی نے آج تک کبھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ کیونکہ وہ مسلمان نہیں تھی جس سیارے کی وہ رہنے والی تھی وہاں کوئی مذہب نہیں تھا اور وہ سائنس کے انتہائی ترقی یافتہ سیارے کی رہنے والی تھی اس نے مولوی سے کہا

"مولوی صاحب! مجھے نماز پڑھنی
نہیں آتی۔ مگر میں خدا کے آگے دعا
کروں گی۔ ضرور کروں گی"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مولوی نے افسوس بھری نگاہوں سے کیٹی کی طرف دیکھا اور دل میں کہا

"بے چارہ احمد خان ڈاکو جی چھوڑ گیا ہے اور اپنے آپ کو لڑکی سمجھنے لگا ہے۔ موت نے اس کے دماغ کو اُلٹ کر رکھ دیا ہے"

مولوی نے ہاتھ اُٹھا کر کہا

"احمد خان میرے ساتھ تو بھی خُدا سے دُعا مانگ"

مولوی ہاتھ اُٹھا کر خُدا سے احمد خان ڈاکو یعنی کیٹی کی بخشش کے لیے دُعا مانگنے لگا۔ کیٹی نے بھی ویسے ہی ہاتھ پھیلا دیئے۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ٹاگ عنبر ماریا کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہ کہاں ہوں گے اور اس کے حال سے بے خبر ہیں۔ مولوی دعا مانگ کر چلا گیا تو کوٹھری میں اندھیرا اور خاموشی چھا گئی۔

کیٹی کو اس جن پر سخت غصہ آنے لگا تھا جو اُسے لاہور کے ہوٹل کونٹی نینٹل کے پچھواڑے والے کنوئیں سے نکل کر ملا تھا۔ اور جس نے اسے چٹکی پہ لگا دیا تھا۔ کم بخت نہ وہ جن ملتا اور نہ کیٹی کو یہ دن دیکھنا پڑتا۔

ابھی کیٹی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک ایک آدمی

اس کی کوٹھری میں داخل ہوا اور بولا۔

"کیا کم بخت کم بخت لگا رکھی ہے تم نے ؟"

کیٹی نے اس کی طرف دیکھا تو دھک سے رہ گئی اس کی آنکھیں ترچھی تھیں اور اس کا قد لمبا ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اس کا سر چھت کے ساتھ جا کر لگ گیا اور اس نے جھک کر کیٹی سے کہا :

"میں نے تمہیں چٹکی پر لگایا تھا کہ تم خود یہی چاہتی تھیں۔ یاد ہے جب لوگ ہوٹل کے باہر تمہارے پیچھے لگے ہوئے تھے تو تم گھبراتی ہوئی میرے کنوئیں کے پاس آئی تھیں۔ اس وقت میں نے چٹکی بجانے کا کہہ کر تمہارے ساتھ بھلائی کی تھی اور تم اب مجھے کم بخت کہہ رہی ہو ؟"

کیٹی سمجھ گئی کہ یہ وہی جن ہے جو اُسے ہوٹل کانٹی نینٹل کے کنوئیں سے نکل کر ملا تھا اور جس نے اس کو وہاں اس وقت لوگوں کے ہجوم سے بچا لیا تھا۔ جو اسے چوکور آنکھوں کی وجہ چڑیل سمجھ رہے تھے۔

کیٹی نے کہا :

"خدا کے لیے مجھے اس مصیبت سے نکالو میری چٹکی کام نہیں کرتی"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جنّ بولا۔

"ایسا کبھی کبھی ہو جایا کرتا ہے۔ گھبراتی کیوں ہو؟ یہ چٹکی تمہیں مزے بھی تو بڑے کراتی ہے کبھی ہیما مالینی بن جاتی ہو۔ کبھی اندرا گاندھی بن جاتی ہو ــــ اب پھانسی ملنے لگی ہے تو کیوں چلّا رہی ہو"

کیٹی نے پریشان ہو کر کہا:

"تو کیا مجھے پھانسی مل جائے گی؟"

جنّ نے کہا "اور نہیں تو کیا مجھے پھانسی مل جائے"

کیٹی رو پڑی: "خدا کے لیے جنّ بھائی ــــ میری مدد کرو۔ میں بے گناہ ہوں"

جنّ نے کہا: "میں کچھ نہیں کر سکتا۔ چڑھ جاؤ پھانسی چپکے سے ــــ خدا بخشنے والا ہے۔

ہاں ــــ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری قبر پر جمعرات کی جمعرات آ کر چراغ جلا دیا کروں گا"

اور جنّ غائب ہو گیا۔ کیٹی تو سر پیٹ کر رہ گئی۔ اس نے چلّا کر کہا:

"جنّ بھائی ــــ ارے کم بخت مجھے مصیبت میں پھنسا

کر کہاں غائب ہو گئے ہو؟"

وارڈن اور سپاہی جلدی سے کوٹھری کے پاس آ گئے انہوں نے احمد خاں کو واویلا کرتے اور شور مچا کر کسی کو آوازیں دیتے سنا۔ تو اندر آ کر اس کے ہاتھ پیچھے باندھ کر اس کے منہ کو رومال سے بند کر دیا۔ اتنے میں کیٹی کو جنّ کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

کیٹی نے دل ہی دل میں کہا:

"جنّ بھائی ــــ مجھے معاف کر دو اور میری مدد کرو"

جنّ کی جھنجھلائی ہوئی آواز آئی:

"میں کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

کیٹی نے دل کی آواز میں کہا: "مجھے یہاں سے نکالو میں بے گناہ ہوں"

جنّ کی آواز آئی: "تو چٹکی بجاؤ۔ جاؤ۔ چٹکی بجاؤ"

کیٹی کا خون کھول اٹھا۔ پہلے چٹکی نے کیا کام کیا ہے جو اب کرے گی۔ چٹکی تو ایک بے کار شے بن کر رہ گئی ہے اور اسی کی بدولت آج وہ موت کا پھندا گلے میں ڈال کر رہنے والی ہے ــــ جنّ کی ایک بار پھر آواز آئی۔ یہ آواز بہت دور سے آئی تھی۔ جیسے جنّ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس سے سیکڑوں میل دُور کسی پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا آواز دے رہا ہو۔

"کم بخت چٹکی کیوں نہیں بجاتی؟"

اور کیٹی نے چٹکی بجا دی۔

چٹکی کا بجنا تھا کہ کیٹی احمد خان ڈاکو کے اندر سے نکل کر اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ بالکل اپنی اصل حالت میں تھی آنکھوں میں چشمہ لگا ہوا تھا۔ احمد خان ڈاکو اس کے سامنے زمین پر بیٹھا خُدا سے دعا مانگ رہا تھا۔ وہ اپنے سامنے ایک عورت کو اچانک نمودار ہوتے دیکھ کر بوکھلا گیا۔

وہ گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ عین اسی وقت ڈاکٹر اور جیل کا وارڈن اندر آ گئے۔ انہوں نے جو ایک عورت کو وہاں دیکھا تو حیرت سے ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ کہ یہ عورت یہاں کہاں سے آ گئی۔

"کہ ــــ کون ہو تم؟" وارڈن نے پوچھا یہاں کیسے آ گئی ہو؟ ارے اسے پکڑو۔ یہ کہاں سے آ گئی ہے ــــ"

وارڈن نے شور مچا دیا۔ کیٹی کو ایک بار پھر جنّی پر سخت غصّہ آیا کہ کم بخت اس کو کہاں پھنسا گیا

ہے۔ اس نے چڑیا کا تصوّر کیا اور چٹکی بجا دی۔

جیل کے وارڈن اور ڈاکٹر اور احمد خان ڈاکو یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ کہ وہ عورت جو ابھی ابھی ان کے سامنے کھڑی تھی غائب ہو گئی ہے۔ ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ وہ اپنی اپنی آنکھیں مل کر ایک دوسرے کا منہ تکنے

ادھر کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی جگہ کھڑی ہے جہاں اس کی ایک جانب وادی پھیلی ہوئی ہے جس میں ہرے بھرے درخت ہیں اور ایک چھوٹا سا دریا بہہ رہا ہے اور دوسری جانب اس سے چند قدموں کے فاصلے پر پہاڑ کی ایک دیوار ہے جس کو کھود کر تین بت بنائے گئے ہیں۔ یہ تینوں بُت نوجوان آدمیوں کے ہیں۔ جن کے لباس پُرانے زمانے کے شہزادوں کے ہیں۔ کمر کے گرد خنجر لگے ہوئے ہیں اور پتھر کی آنکھیں کھلی ہیں۔

کیٹی نے چونک کر اِرد گرد غور سے دیکھا۔ وہ ایک پہاڑی پر کھڑی تھی آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ دُور دُور تک کسی آبادی کا نشان نہ تھا۔ کوئی آدمی نہ آدم زاد تھا۔ یہ میں کہاں سے کہاں آ گئی۔ یہ کون سا زمانہ ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے شہزادوں کے مجسموں کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور انہیں غور سے تکنے لگی۔ یہ پتھر کے مجسمے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ کسی نے بڑی صفائی سے انہیں تراشا ہے۔ وہ بالکل زندہ لگ رہے تھے۔ مگر پتھر کے بے جان بُت تھے —— کیٹی کو بار بار جن پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ اس سے بڑا تکلیف دینے والا اور پریشان کر دینے والا مذاق کر رہا تھا —— اس نے ایک بار پھر چڑیا کی شکل ذہن میں لا کر چٹکی بجائی۔ مگر وہ چڑیا نہ بن سکی چٹکی ایک بار پھر بے کار ہو گئی تھی۔ کیٹی نے اونچی آواز میں جن کو کہا:

"او جن! تم مجھ سے کس بات کا بدلہ لے رہے ہو؟"

پہاڑی میں اس کی آواز گونجنے لگی۔ مگر جن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ کیٹی اپنا سر پکڑ کر وہیں بیٹھ گئی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ یہ کون سا ملک ہے۔ کون سا زمانہ ہے اور وہ کہاں آ گئی ہے۔ لیکن ایک بات کی اُسے خوشی تھی کہ وہ پھانسی کے پھندے سے بچ گئی ہے اور قدرت نے اُسے دوبارہ زندگی دی ہے۔ کچھ دیر وہ

وہاں بیٹھی اپنی حالت اور عنبر ناگ ماریا کے بارے میں غور کرتی رہی مگر غور کرنے کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ان سے بہت دُور، "تاریخ میں بہت پیچھے" نکل آئی تھی۔

بادل آہستہ آہستہ گرجنے لگا۔ ٹھنڈی ہوا چل پڑی اور پھر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ کیٹی پتھروں پر سے اُٹھی اور بارش سے بچنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کرنے لگی۔ جس دیوار پر تینوں شہزادوں کے بُت بنے ہوئے تھے، وہ آگے جا کر بائیں طرف گھوم گئی تھی۔ آگے دو بڑی بڑی چٹانیں کھڑی تھیں جن کے اوپر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان ایک تنگ سا راستہ پہاڑی کے اندر کو جاتا تھا۔

کیٹی اس تنگ راستے سے گزر کر ایک چھوٹے سے غار میں داخل ہوئی۔ اس قسم کے غار کیٹی نے پہلے بھی کئی دیکھے تھے۔ مگر اس غار میں جو سب سے انوکھی بات کیٹی نے دیکھی وہ یہ تھی کہ غار کی گہری خاموشی میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ایک بہت ہی دھیمی سی سرگوشی کی آواز سنائی دیجاتی تھی۔ غار بڑا تنگ و تاریک تھا اور آگے جا کر بند ہو جاتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلی بار کیٹی کو ہلکی سی بارش کے ساتھ سرگوشی کی آواز سنائی دی۔ تو کیٹی نے کوئی خیال نہ کیا۔ وہ سمجھی کہ یہ اس کے اپنے سانس لینے کی آواز ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی ــــــ ، سرگوشی کی آواز سنائی دی۔ کیٹی چونکی ہوئی۔ اس نے سانس روک لیا اور غار کی خاموشی پر کان لگا دیئے۔

دس سیکنڈ بعد پھر وہی سرگوشی سنائی دی۔

کیٹی کا دل ایک بار پھر اجنبی سے خوف کے ساتھ زور سے دھڑکنے لگا۔ یہ سرگوشی کی آواز اس کے بالکل قریب سے آ رہی تھی۔ اب وہ کان کھڑے کر کے اس کا انتظار کرنے لگی۔ سرگوشی پھر سنائی دی۔ کیٹی کو ایسے لگا جیسے کوئی گہرا سانس لے کر کچھ کہہ رہا ہے۔ لیکن وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا۔ اگرچہ غار میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مگر کیٹی کی چوکور خلائی آنکھیں اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھیں۔ غار شروع ــــ سے آخر تک اندھیرے میں خالی تھا اور سنسان پڑا تھا۔

پھر یہ سرگوشی کون کر رہا تھا؟ وہ کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہے؟

کیٹی کو ایک بار پھر خیال آیا کہ شاید یہ اس کا وہم

ہے۔ اور باہر جو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ یہ اس کی آواز ہے۔ وہ غار کے منہ سے ذرا ہٹ کر ایک گول پتھر پہ بیٹھ گئی۔ اور سوچنے لگی کہ وہ کہاں آ پہنچی ہے۔

وہی سرگوشی ایک بار پھر سنائی دی۔ اس دفعہ وہ کچھ صاف تھی۔

کیٹی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"کون ہے یہاں؟"

غار میں خاموشی ـــــ گہری خاموشی چھا گئی۔ باہر بارش کی رم جھم کی مدھم آواز کے سوا وہاں کوئی آواز نہیں تھی۔ کیٹی دوبارہ بیٹھنے ہی لگی تھی کہ سرگوشی کی آواز پھر سنائی دی۔ اس بار کیٹی نے غور سے اس آواز کو سنا۔ یہ کسی عورت کی آواز لگتی تھی۔ اور وہ بول رہی تھی۔ "صندوق ــــــ صندوق ــــ"

یہ لفظ بالکل صاف دو بار سنائی دیا تھا۔ کیٹی نے کہا: "تم کون ہو؟ سامنے کیوں نہیں آتے ــــ! تم کس صندوق کی بات کر رہے ہو؟ کیا تم کوئی روح ہو؟"

خاموشی ـــ گہری خاموشی ـــ اپنے وقت پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر پھر سرگوشی کی آواز آئی۔

"صندوق —— صندوق —— کھولو ——"

کیٹی یہی اندازہ لگا سکی کہ یہ کسی بھٹکی ہوئی روح کی آواز ہے اور وہ اسے کوئی صندوق کھولنے کے لیے کہہ رہی ہے۔ مگر غار تو بالکل خالی پڑا تھا۔ وہاں کسی جگہ پر کوئی صندوق نظر نہیں آ رہا تھا۔ کیٹی نے کہا:

"کہاں ہے صندوق؟"

پُراسرار آواز نے اپنی خاص سرگوشی میں کہا۔

"صندوق —— غار —— پتھر ——"

اور آواز رُک گئی۔ سرگوشی بند ہو گئی۔ کیٹی غار میں آگے بڑھی۔ اس نے اس کی پتھریلی دیواروں کو بڑے غور سے رُک رُک کر دیکھنا شروع کر دیا۔ غار کے فرش پر چھوٹے چھوٹے پتھر بکھرے ہوئے تھے کیٹی ان کے اوپر سے گزرتی ہوئی غار کی آخری دیوار تک چلی گئی۔ یہاں غار بند ہو جاتی تھی۔

اسے دیوار کے کونے میں ایک بڑا سا پتھر دکھائی دیا جو گول تھا۔ اور لگتا تھا کہ کسی نے باہر سے لا کر یہاں رکھ دیا ہے۔ وہ غار کے اندر کا پتھر نہیں لگ رہا تھا کیٹی اس پتھر کے پاس آ کر جھکی اور اسے غور کر دیکھا

پتھر پر پُرانی عبرانی زبان میں کچھ لکھا تھا۔ کیٹی نے اس پر ہاتھ پھیر کر گرد و مٹی پرے ہٹائی تو نیچے سے مٹے ہوئے بجھے ہوئے تین لفظ مجھے نظر آ گئے۔ ان الفاظ کا ترجمہ تھا

صندوق —— شہزادے —— کتاب

معمّہ اور زیادہ اُلجھ گیا تھا۔ اب سرگوشی کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی کیٹی نے پتھر کو ہلایا تو وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا۔ وہ کافی بھاری تھا۔ کیٹی دماغ لڑانے لگی کہ صندوق —— شہزادے اور کتاب کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

کیٹی کو غار کے باہر پہاڑی کی دیوار سے لگے تین شہزادوں کے بُت یاد آ گئے۔ کہیں ان شہزادوں کا اس پتھر سے تو کوئی تعلق نہیں؟ مگر سوال یہ تھا کہ اگر ان کا تعلق ہوتا بھی تو وہ پتھر پر لکھے ہوئے ان الفاظ کو کیا کرتی؟

کیٹی نے سوچا کہ اس پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹانا چاہیئے۔ یں اگر کسی بڑے سے بڑے اور بھاری سے بھاری پتھر کو ہٹانا چاہتی تو یہ اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے اپنی طاقت جمع کرتے ہوئے پتھر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور لگایا۔ تو بے حد بھاری پتھر ہلکی سی آواز کے ساتھ اپنی جگہ سے ہٹ کر پرے جا گرا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یوں محسوس ہوا کیٹی کو جیسے اس پتھر کی نیچے زمین میں گڑی ہوئی جڑیں تھیں جو ٹوٹ گئیں اور پتھر پرے ہٹ گیا کیٹی نے اندھیرے میں پتھر کے نیچے جھانکا۔ اس کے نیچے ایک چوکور تنگ سا گڑھا تھا۔ جس میں سوکھے پتے اور درختوں کی شاخیں بھری ہوئی تھیں۔ —— کیٹی نے پتوں کو پرے پرے ہٹایا تو نیچے سے ایک چھوٹا سا ابھری ہوئی چھت والا چاندی کا صندوق نکل آیا۔

یہ پرانے زمانے کا صندوق تھا جو ایک بڑی ڈبل ڈی کی طرح تھا۔ اس کو پرانے زمانے کا تالا لگا ہوا تھا۔ جو اندھیرے میں زنگ کے کھا جانے کی وجہ سے کالا نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے تالا توڑ دیا۔

تالے کے ٹوٹتے ہی غار کی فضا میں اکیدم چیخوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ کیٹی ڈر کر دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ یہ چیخیں ایسی تھیں جیسے بہت سی عورتیں اونچی اونچی آوازوں میں واویلا کر رہی ہوں اور بین کر رہی ہوں ——
کیٹی کا دل خوف سے دھک دھک کرنے لگا۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی رہی اور اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلی۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ اندھیرے غار میں اب کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی نے فیصلہ کر لیا کہ وہ خواہ مخواہ

"تالا نہیں کھولے گی۔ کہیں کسی نئی مصیبت میں نہ پھنس جائے"

وہ واپس غار کے منہ کی طرف جانے لگی تو وہی سرگوشی اسے ایک بار پھر سنائی دی۔ پُر اسرار —— درد بھری سرگوشی

"صندوق —— صندوق —— "

کسی عورت کی بھٹکی ہوئی روح اسے ایک بار پھر صندوق کی طرف واپس جانے کو کہہ رہی تھی۔ اس آواز میں التجا اور درد تھا۔ کیٹی واپس مڑی اور اس نے صندوق کا ٹوٹا ہوا تالا الگ کر دیا۔ پھر وہی چیخوں کی بھیانک آوازیں بلند ہوئیں۔ کیٹی کا دل دہل گیا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی اس نے صندوق کے راز کو معلوم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہوا تھا۔

چیخوں کی آواز گونجتی رہی اور کیٹی نے ایک ہی جھٹکے سے صندوق کا ڈھکنا کھول دیا۔ صندوق کے کھلتے ہی چیخوں کی آواز اکیدم بند ہو گئی۔

جیسے کسی نے ان چیخوں کا گلا دبا دیا ہو۔

دس پندرہ سیکنڈ تک اندھیرے میں کوئی آواز نہ ابھری اور مکمل خاموشی چھائی رہی۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا —— صندوق کے اندر ایک چمڑے کا تعویذ تھا۔ جو ایک چوکور کتاب کی جلد کے اوپر رکھا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے تعویذ اُٹھا لیا۔ اور کتاب کی جلد پر ہاتھ پھیرا۔ کتاب کی جلد پر مخمل کا کپڑا چڑھا ہوا تھا۔ اور اس کے اوپر سنہری لفظوں میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ کیٹی نے کتاب باہر نکال کر ان لفظوں کو پڑھا۔ لکھا تھا۔ "
"پچھلی رات کو ۔۔۔ جب چاند نکلے ۔۔۔ تو ۔۔۔ اس کتاب کو کھولو"

یہ ایک اور پُر اسرار بات تھی۔ راز اور زیادہ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ پہلے تو کیٹی نے سوچا کہ ایسی بھی کیا بات ہے۔ اسے کتاب کھول کر دیکھنا چاہیئے کہ اس کے اندر کیا لکھا ہے۔ اور کون سا راز بند ہے۔ لیکن چونکہ وہ اس قسم کی طلسمی باتوں کو خطرناک ناگ ماریا کے ساتھ پہلے بھی ہوتا ہوا دیکھ چکی تھی اس لیے اُسے معلوم تھا کہ اُن پر جو ہدایات لکھی ہوں اس کی پابندی کرنی چاہیئے!

چنانچہ اس نے کتاب نہ کھولی ۔۔۔ تعویذ اس نے جیب میں رکھ لیا اور کتاب لے کر غار کے منہ کے پاس آ کر باہر دیکھا۔ بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ کیٹی وہاں پتھروں پر بیٹھ گئی۔ اس نے کتاب کو غور سے دیکھا۔ یہ ایک عام سائز کی مگر ذرا لمبوتری کتاب تھی۔ جس پر گہرے سبز مخمل

کا غلاف چڑھا ہوا تھا۔ سنہری حرف جگہ جگہ سے کٹ پھٹ گئے تھے۔ مخمل کا کپڑا بھی پرانا ہو گیا ہوا تھا۔ اور زیادہ دبانے سے پھٹ جاتا تھا۔

اس کتاب میں سے مشک کافور کی ہلکی ہلکی بُو آ رہی تھی۔ اس قسم کی بُو اکثر ایسی قبروں سے آیا کرتی ہے جہاں تازہ تازہ مُردہ دفن کیا گیا ہو۔

کیٹی نے جیب سے تعویذ نکال کر دیکھا۔ یہ چمڑے کا چھوٹے سائز کا تعویذ تھا۔ جس کے ساتھ کالا دھاگا بندھا تھا۔ اس دھاگے میں گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ کیٹی نے گنی تو وہ سات گرہیں تھیں۔

اس تعویذ کو کیٹی نے سونگھا تو اس کے اندر سے بھی مشک کافور کی بُو آ رہی تھی ۔۔۔ غار میں اب ایسی گہری خاموشی چھا گئی تھی کہ کیٹی کو اپنے سانس لینے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ بارش بھی اب رک گئی تھی کیٹی نے سر غار سے باہر نکال کر آسمان کی طرف دیکھا آسمان پر ابھی تک گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ کیٹی کو معلوم نہیں تھا کہ چاند کی کتنی تاریخ ہے اور چاند نکلے گا بھی یا نہیں نکلے گا۔؟ اور اگر نکل بھی آیا تو کیا وہ اسے دیکھ سکے گی۔؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیونکہ آسمان کو تو سیاہ بادلوں نے ڈھانپ رکھا تھا

تو کیا وہ آج رات اس کتاب کو نہ کھول سکے گی؟ —
اسی طرح کی باتیں سوچتے سوچتے رات گزرتی چلی گئی۔
غار کی تاریک خاموشی میں اب کیٹی کو کسی بھٹکی ہوئی روح کی سرگوشی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر ہوا چلنے لگی۔ جو بادلوں کو آسمان پر اڑانے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد زرد رنگ کا گول چاند دور آسمان کے مشرقی کنارے پر نکل آیا اور ساری وادی میں اس کی پھیکی پر اسرار روشنی پھیل گئی۔ کیٹی اب کتاب کو کھول سکتی تھی۔

یقیناً یہ رات کا پچھلا پہر تھا۔ کیونکہ قطبی ستارہ شمال میں چمکنے لگا تھا۔

کیٹی نے کتاب اٹھائی اور غار سے باہر آکر چاندنی میں کھڑی ہو گئی۔ زرد چاندنی کتاب کے مخملیں غلاف پر پڑ رہی تھیں۔ کتاب ابھی بند تھی اور کیٹی کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھی۔ اس نے ابھی اسے کھولا نہیں تھا کیٹی کو محسوس ہوا کہ کتاب اس کے ہاتھوں میں آہستہ آہستہ دھڑکنے لگی ہے۔ جس طرح انسان کا دل دھڑکتا ہے خوف کے مارے کتاب اس کے ہاتھوں سے گرنے ہی لگی تھی کہ اس نے ہمت کرکے کتاب کو گرنے سے بچا لیا۔
کتاب دل کی طرح دھڑک رہی تھی۔

جیسے اس چاندنی میں آتے ہی جان پڑ گئی ہو کیٹی نے آہستہ سے اسے کھول دیا۔ اس کے پہلے ورق پر سُرخ رنگ سے دل کی شکل بنی ہوئی تھی۔ یہ دل بالکل انسان کے دل کی طرح اوپر نیچے ہو کر دھڑک رہا تھا۔ اور کتاب کے کھلتے ہی کیٹی کو کتاب کے دل کے دھڑکنے کی اب آواز بھی سنائی دینے لگی تھی۔

دھم — دھم — دھم

یہ آواز زیادہ بلند نہیں تھی۔ بلکہ ایسی تھی۔ جیسے کسی بند صندوق کے اندر سے آ رہی ہو۔ کیٹی نے ورق الٹ دیا۔ ورق اس قدر خستہ تھا کہ الٹنے سے اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی کتاب کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کسی نے درد سے آہ بھری ہو۔

کیٹی نے ورق کو گھور کر دیکھا۔ اس پر جومیٹری کی مختلف شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ ایک تکون میں عورت کی آنکھیں بنی ہوئی تھیں۔ جس کی پلکوں پر سونے کی زردی چھڑکی ہوئی تھی کیٹی نے غور سے دیکھا تو عورت کی آنکھیں زندہ تھیں ان آنکھوں نے اپنی پلکیں جھپکیں کیٹی نے جلدی سے ورق الٹ دیا۔

اس ورق پر سونے کے لفظوں میں لکھا تھا۔

بارہ ستون — شیر کا فوارہ — سُرخ محل — سیاہ پہاڑ — "

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے آگے ساری کتاب کے صفحے خالی پڑے تھے۔
کیٹی نے ان لفظوں کو بار بار پڑھا۔ ان کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ بارہ ستون —— شیر کا فوارہ —— سُرخ محل —— سیاہ پہاڑ —— پہلے تو کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ پھر اس نے ذرا سوچا تو خیال آیا کہ سیاہ پہاڑ پر کوئی سُرخ محل ہوگا جس کے اندر بارہ ستون ہوں گے اور شیر کے منہ والا فوارہ لگا ہوگا۔ کیونکہ اس قسم کے شیر کے منہ والے فوارے کیٹی نے اپنے صدیوں کے سفر کے دوران پُرانے شاہی محلوں کے باغوں میں اکثر دیکھے تھے۔

اس نے کتاب بند کر دی۔

کتاب کے دل نے دھڑکنا بند کر دیا۔

وہ کتاب لے کر غار میں آگئی اور کتاب کو واپس صندوق میں رکھ کر اوپر پتھر اسی طرح جما دیا۔ اسے تعویذ بھی کتاب کے ساتھ صندوق میں رکھنے کا خیال آیا لیکن پھر جیسے کسی نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ تعویذ کیٹی کی جیب میں ہی پڑا رہا۔ وہ غار سے نکلنے لگی تو اسے پھر وہی سرگوشی سنائی دی۔

شہزادے —— سُرخ محل —— بارہ ستون ——
آہ —— آہ —— آہ —— مدد کرو ——

اس پُر اسرار آواز میں پہلی بار کیٹی کو مدد کے لیے پکارا

تھا۔ اس آواز کا لہجہ بہت ہی دردناک تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ بھٹکی ہوئی روح بہت تکلیف میں ہے۔ اور کیٹی کو مدد کے لیے پکار رہی ہے۔ کیٹی نے آہستہ سے کہا کہ

"کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟"

کوئی جواب نہ آیا۔ گہری خاموشی چھائی رہی کیٹی نے پھر کہا:

"تم جو کوئی بھی ہو۔ میں تمہاری مدد کو پہنچنے کی کوشش کروں گی —— کیا تم مجھے جواب نہیں دو گی۔؟ کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ تم کون ہو؟ تم کیوں اس پہاڑ کے اندھیرے غار میں آہیں بھرتی ہو؟"

کوئی آواز نہ آئی۔ کوئی جواب نہ آیا۔ خاموشی —— گہری خاموشی! کیٹی صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ چاند پھیکا پڑنے لگا۔ پو پھٹ رہی تھی۔ صبح کی سفید روشنی آسمان پر طلوع ہو رہی تھی۔ اور پھر سورج نکل آیا۔ کیٹی نے جیب سے تعویذ نکال کر دیکھا۔ اس پر سُرخ چمڑا منڈھا ہوا تھا۔ اور کوئی لفظ نہیں لکھا تھا۔ اس نے تعویذ دوبارہ جیب میں رکھا اور پہاڑ سے نیچے اترنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر، مرتبان اور ہڈیاں

دن کی روشنی میں کیٹی نے اپنے آپ کو دیکھا۔

وہ اپنی اصلی شکل صورت اور لباس میں نہیں تھی۔ اپنے چہرے پر اس نے انگلیاں پھیر کر محسوس کیا۔ کہ اس کے نقش وہ نہیں ہیں جو اصلی کیٹی کے تھے اور اس کی آنکھیں بھی چوکور نہیں تھیں اس کا لباس ہزاروں سال پرانے زمانے کی عورتوں کا لباس تھا اور سنہری بالوں میں اس زمانے کی عورتوں کی طرح نہیں کہیں سفید موتی پروئے ہوئے تھے۔

کیٹی نے پہاڑ سے اتر کر اردگرد نظر دوڑائی۔ اس کے سامنے ایک وادی تھی۔ درخت ایسے تھے کہ جیسے کہ ہزاروں سال پہلے ہوا کرتے تھے۔ اونچے لمبے گھنے اور چھریرے بھی — ایک دریا وادی میں بل کھاتا ہوا۔ بہہ رہا تھا۔ یہ دریا زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ اس کے کناروں پہ اونچے چھریرے درختوں کی قطار دور تک چلی گئی تھی۔ کسی کھیت کا کہیں

کوئی نام و نشان تک نہیں تھا۔ کہیں کوئی آبادی بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ کوئی انسان بھی، کوئی مسافر بھی آتا جاتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کیٹی حیران تھی کہ وہ کس ملک میں آگئی ہے کہ کہیں کوئی انسان تو کیا جانور بھی نظر نہیں آ رہا۔ یہ تو اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ دو ایک ہزار پہلے کے زمانے میں نکل آئی ہے۔ لیکن یہ ملک کون سا تھا اور اگر یہ کوئی ملک تھا تو وہاں کس کی حکومت تھی؟ اس کا علم نہیں تھا۔

پہاڑ سے اتر کر کیٹی ایک کچے رستے پر چلنے لگی۔ اس رستے کو دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ یہاں سے کبھی کبھار کوئی گھوڑا یا انسان گزرتا رہا ہے بارش نے ریتلی زمین پر کہیں کہیں کسی گھوڑے کے سموں کے نشان کو محفوظ کر دیا تھا۔ کیٹی چلتے چلتے ایک میدان سے گزر کر آگے آئی تو سامنے دریا بل کھاتا گزر رہا تھا۔

کیٹی نے جھک کر پانی کو دیکھا۔ پانی کا رنگ سرخی مائل تھا۔ یہ بارش کی وجہ سے ایسا رنگ ہو گیا تھا۔ وہ دریا کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔ تھکاوٹ اور بھوک پیاس کا کیٹی کو زیادہ احساس نہیں ہوتا تھا۔ کبھی کبھی وہ یونہی کچھ کھا پی لیتی تھی۔ ورنہ اس دنیا کی ہوا میں جو آکسیجن تھی وہ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم کو تر و تازہ اور طاقتور رکھتی تھی اگرچہ دھوپ نکل آئی تھی۔ لیکن اب بھی آسمان پر کہیں کہیں بادلوں کے ٹکڑے تیر رہے تھے۔

دریا آگے جا کر ایک طرف کو گھوم گیا۔

کیٹی بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئی۔ گھاس کا میدان ختم ہو گیا تھا۔ اور اب کہیں ریت کا ٹاپو آ جاتا اور کہیں انجیر کے درخت مل جاتے۔ کیٹی نے ایک درخت پر سے پکی ہوئی میٹھی انجیریں توڑ کر کھائیں۔ اور دریا کا پانی پیا۔ دریا کا پانی میٹھا تھا۔

کیٹی کو کچھ خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے اور کہاں جا کر نکلے گی۔ اس کے دل میں جو مقصد تھا وہ یہاں پہاڑ کے شروع عمل تک پہنچا تھا۔ وہ اس عورت کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ جو درد ناک سرگوشیوں میں مدد کے لیے پکار رہی تھی۔ اور جس نے کیٹی کو بھی مدد کے لیے پکارا تھا وہ کوئی زندہ عورت تھی؟ کوئی بھٹکی ہوئی روح تھی یا کسی جادوگر کے قبضہ میں آئی ہوئی عورت تھی؟ وہ کوئی بھی عورت تھی کیٹی اس کی مدد کرنا چاہتی تھی اور اسے اس مصیبت سے نجات دلانا چاہتی تھی۔ جس میں وہ گرفتار تھی۔

اس کے علاوہ وہ پُر اسرار دھڑکتی کتاب کا راز بھی حل کرنا چاہتی تھی۔ آخر دھڑکتی ہوئی کتاب اور جھپکتی سنہری پلکوں کا معمہ کیا تھا۔؟ اس کا حل کیا تھا۔ یہ سوال تھے جن کے جواب حاصل کرنے کے لیے کیٹی آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

دریا بڑی خاموشی سے بہہ رہا تھا۔ کیٹی نے دور نگاہ ڈالی۔ اسے دور دور تک کوئی پہاڑ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سیاہ پہاڑ جس کی اسے تلاش تھی ابھی بہت دور تھا۔ کیٹی چلی بھی جا رہی تھی اور ساتھ ہی وہ عنبر ناگ، ماریا کے بارے میں بھی سوچ رہی تھی۔ کہ انہیں خبر ہی نہیں ہے کہ وہ لاہور کی جیل سے نکل کر کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ کیٹی کو شیبا کا خیال بھی آیا وہ اور ماریا شیبا کو یہ کہہ کر آئی تھیں کہ مقبرہ جہانگیر عنبر کو دیکھنے جا رہی ہیں اور دوسرے روز اس سے پھر ملاقات کریں گی۔ اب جب وہ شیبا سے نہ مل سکیں گی تو وہ ضرور حیران ہو گی۔

ایک بار کیٹی کے دل میں خیال آیا کہ پیدل چلنے کی بجائے کیوں نہ وہ کوئی خوب صورت پرندہ بن کر ہوا میں اڑنا شروع کر دے۔ لیکن کم بخت چڑیل اسے دغا دے جاتی تھی۔ کیٹی نے ایک بار پھر اپنے ذہن میں سفید کبوتر کا خیال کیا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور چٹکی بجا دی۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ اسے چٹکی سے نفرت ہو گئی۔

اس نے یونہی دو تین چار مرتبہ چٹکی بجائی اور تلخ لہجے میں بولی۔

"میں اس چٹکی کو بجا بجا کر پاگل کر دوں گی"

اصل میں وہ چٹکی والے جن کو یہ فقرہ سنانا چاہتی تھی۔ مگر اسے معلوم تھا کہ ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل کے کمرے کا جن بھی اب اس کے مذاق کرنے لگا ہے اور اسے ہزاروں سال پیچھے تاریخ کے گزرے ہوئے زمانے میں چھوڑ کر مزے سے اپنے کنوئیں میں آرام کر رہا ہے۔

کیٹی کو اپنے پیچھے گھوڑے کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا ایک گھوڑا گاڑی چلی آ رہی تھی۔ کیٹی کچے راستے کے کنارے پر ہٹ گئی گھوڑا گاڑی کی رفتار تیز نہیں تھی۔ جب گاڑی قریب آئی تو کیٹی نے دیکھا کہ گاڑی پر ایک خوب صورت عورت ہسپانیہ کے خانہ بدوشوں کے لباس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سیاہ بالوں کی مانگ درمیان سے نکلی ہوئی تھی اور اس نے پھولدار کپڑے اور رنگ برنگ منکوں کی مالا پہن رکھی تھی۔

کیٹی نے فوراً اندازہ لگا لیا کہ وہ قدیم زمانے کے سپین میں پہنچ چکی ہے۔

خانہ بدوش عورت نے کیٹی کے پاس آ کر گھوڑا گاڑی روک لی اور مسکرا کر ہسپانوی زبان میں پوچھا۔

"کہاں جانا ہے۔ آؤ میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ"

کیٹی نے شکریہ ادا کیا اور گاڑی میں بچھے ہوئے پرانے قالین پر بیٹھ گئی۔

"تم کہاں سے آ رہی ہو اور کہاں جانا ہے؟" خانہ بدوش عورت نے پھر پوچھا۔

کیٹی کیا جواب دیتی۔ اسے تو خود نہیں معلوم تھا کہ جہاں سے وہ آ رہی ہے اس کا نام کیا ہے اور جہاں جانا چاہتی ہے اسے کیا کہتے ہیں۔ ویسے وہ ہر بات راز ہی میں رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا:

میرا بھائی پچھلے قصبے میں کام کرتا ہے اس سے ملنے آئی تھی۔ وہ نہیں ملا۔ اب اپنے گاؤں جا رہی ہوں"

خانہ بدوش عورت نے کہا:

"طلیطلی گاؤں جا رہی ہوں؟"

"ہاں ــ" کیٹی نے یونہی کہہ دیا" وہیں جا رہی ہوں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت نے پوچھا۔

"کیا تم وہاں رہتی ہو؟ میں تو اس گاؤں کی ساری عورتوں کو جانتی ہوں۔ میں نے تمہیں وہاں کبھی نہیں دیکھا۔"

کیتھی نے سوچا کہ خواہ مخواہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہے وہ اس عورت کی گاڑی میں بیٹھ کر — اس نے کہا:

"اس گاؤں سے میں آگے قرطبہ جاؤں گی۔ میں اصل میں قرطبہ میں رہتی ہوں"

کیتھی نے تاریخ میں پڑھ رکھا تھا کہ ہزار سال پہلے قرطبہ سپین کا بڑا مشہور شہر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس عورت سے پیچھا چھڑانے کے لیے کہہ دیا کہ وہ قرطبہ کی رہنے والی ہے۔ خانہ بدوش عورت حیران ہو کر کہنے لگی۔

"مگر قرطبہ تو یہاں سے چار روز کے سفر پر ہے"

کیتھی نے کہا:

"میں گاؤں پہنچ کر کسی قافلے میں شامل ہو جاؤں گی۔"

خانہ بدوش عورت بولی:

"میں تمہیں اپنے بھائی رچرڈ کے ساتھ کر

دوں گی۔ وہ گاؤں سے قافلہ لے کر قرطبہ جاتا رہتا ہے"

کیتھی نے پوچھا:

"کیا تم کرسچین ہو؟"

"ہاں — میرا نام ماریانہ ہے۔ اور تمہارا نام کیا ہے؟"

کیتھی نے ماریانہ سے بہت سے عیسائی نام سن رکھے تھے اس نے کہہ دیا۔

"میڈونا — میرا نام میڈونا ہے"

"بڑا خوب نام ہے۔ میں تمہیں گانا سناؤں؟"

اور اس عورت نے گھوڑا گاڑی چلاتے ہوئے خانہ بدوشوں کا پرانا گیت گانا شروع کر دیا۔ اس گیت میں اسپانیہ کے مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کی جنگوں کا ذکر تھا۔ کیتھی سمجھ گئی کہ ہسپانیہ پر مسلمانوں کی حکومت ختم ہو چکی ہے۔ اور اب اس ملک پر عیسائی بادشاہ حکومت کرتے ہیں۔ خانہ بدوش عورت گلا پھاڑ منہ کھولے گا رہی تھی اور گھوڑا گاڑی دریا کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

باتوں ہی باتوں میں کیتھی نے خانہ بدوش عورت سے پوچھا

"اس علاقے میں کوئی سیاہ پہاڑ بھی ہے ماریانہ؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریانہ ہنستے ہوئے بولی۔ "یہاں تو سب پہاڑ سیاہ ہیں"
کیتھی نے کہا:

میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسا پہاڑ جو ان سب سے بڑھ کر سیاہ ہو"

خانہ بدوش عورت ماریانہ سوچ کر بولی۔

"ہاں — ایک پہاڑ ایسا ہے وہ بہت سیاہ ہے شاید اس لیے کہ اس پہاڑ پر کہیں کہیں کالے رنگ کی جھاڑیاں اُگی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے دور سے دیکھنے پر وہ بہت زیادہ کالا نظر آتا ہے"

کیتھی نے کہا:

"یہ پہاڑ کیا یہیں کہیں ہے؟"

خانہ بدوش عورت سر کو دائیں بائیں ہلا کر بولی۔

بالکل نہیں — اری تم قرطبہ کی رہنے والی ہو اور تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ سیاہ پہاڑ تمہارے شہر سے باہر پندرہ کوس کے فاصلے پر ہے؟"

کیتھی اوپر سے شرمندہ سی ہو گئی اور اندر سے اپنے آپ سے کہنے لگی۔

جانے میری بلا سیاہ پہاڑ کہاں ہے اور قرطبہ کہاں ہے۔ میں تو مصیبت کی ماری پھنس گئی ہوں۔

اس نے خانہ بدوش عورت سے کہا

"ارے ہاں یاد آ گیا — لو — میں بھی کتنی پاگل ہوں۔ بچہ بغل میں اور ڈھنڈورا شہر میں۔"

"اب یاد آیا یہ پہاڑ تو ہمارے شہر کے قریب ہی ہے۔ اصل میں بات یہ ہے۔ اگر باپ کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ بڑا امیر آدمی ہے۔ شے کی ضرورت نہیں۔ ہر شے گھر پر ہی مل جاتی ہے۔ اس لیے میں شہر سے نکل کر اتنی دور نہ

خانہ بدوش عورت

"تو بھولی لڑکی
تلی کیا چربی میں
سب کھاؤ گی؟"
"کیوں نہیں
ہوئی مونگ پھلی تو مجھے
بہت پسند
"تو پھر یہ

اور خانہ بدوش عورت نے جیب میں سے تلی ہوئی مونگ پھلی کی ایک مٹھی نکال کر کیتھی کے حوالے کر دی۔ کیتھی بڑے مزے مزے سے کھانے لگی۔

ماریانہ نے پوچھا۔

"کیا تمہاری شادی ہوئی ہے؟ اگر نہیں تو میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھائی سے شادی کر لو۔ اس کی دو بیویاں پہلے بھی ہیں مگر تمہیں بہت خوش رکھے گا۔ کیونکہ تم جوان ہو۔"

کیٹی جلدی سے بولی۔ "میری شادی ہونے والی ہے میرا خاوند فوج میں ہے۔"

ماریانہ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اوہ ہو۔ بھلا ایک فوجی تمہیں کیسے خوش رکھ سکے گا۔ وہ لڑے گا۔ کہ تمہارا خیال رکھے گا۔ اب بھی سوچ لو۔ میں تو کہتی ہوں کر لو میرے بھائی سے شادی اور ہمارے گاؤں میں ہی رہو۔ تم کیا کرو گی آگے جا کر۔"

کیٹی نے سوچا کہ یہ عورت تو گلے ہی پڑ گئی ہے۔ اس نے کہا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتی ماریانہ۔ میں اپنے ہونے والے خاوند سے پیار کرتی ہوں۔"

خانہ بدوش عورت نے چٹکی بجا کر کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ شادی میرے بھائی سے کر لو۔ پیار چاہے جس سے کرتی رہنا۔"

کیٹی نے جھنجلا کر کہا "نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

خانہ بدوش عورت چپ ہو گئی۔

تمہاری مرضی!

اس کے چٹکی بجانے سے کیٹی کو اپنی چٹکی کا خیال آ گیا۔ اس نے سوچا کہ اس عورت کی بک بک جھک جھک سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ وہ چٹکی کو ایک بار پھر آزمائے۔ اور پرندہ بن کر اڑ جائے۔ اس نے ایک بار پھر بھورت کا خیال دل میں لا کر چٹکی بجائی۔

خانہ بدوش عورت نے مسکرا کر کہا

"تم چٹکی بہت اچھی بجاتی ہو۔۔۔ ذرا ایک بار پھر بجا کر دکھاؤ۔"

کیٹی کو سخت غصہ آ گیا۔ اس کی چٹکی نے کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اوپر سے یہ باتونی خانہ بدوش عورت اسے چٹکی بجانے کے لیے کہہ رہی تھی۔ کیٹی نے یونہی دو تین بار چٹکی بجائی اور کہا۔

"اب تو خوش ہو گئی ہو گی تم؟"

خانہ بدوش عورت قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔

"بڑی بھولی ہو تم میڈونا" اور اس کے ساتھ ہی اس نے گانا شروع کر دیا۔

اس طرح سفر کٹتا چلا گیا۔ اور شام ہو گئی دریا ان سے پرے ہٹ گیا تھا۔ اور دور ایک گاؤں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مکان نظر آنے لگے تھے۔ کئی مکانوں سے ہلکا ہلکا دھواں اُٹھ رہا تھا۔ چراغ روشن ہو چکے تھے جب کیٹی اس خانہ بدوش عورت کی گاڑی میں بیٹھی گاؤں پہنچ گئی۔

رات خانہ بدوش عورت نے کیٹی کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے کہا:

میرے خیمے میں بہت جگہ ہے۔ ہم گاؤں کے باہر رہتے ہیں۔

میں تمہیں اپنے بھائی سے بھی ملاؤں گی"

اس گاؤں میں اور کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں کیٹی جا سکتی۔ وہ کسی کو بھی نہیں جانتی تھی۔ مجبور ہو کر اسے خانہ بدوش عورت کے ساتھ جانا پڑا۔ کھانا انھوں نے مل کر کھایا۔ رات کو خانہ بدوش عورت کا بھائی بھی آ گیا۔ بڑی بڑی مونچھیں۔ خوفناک چہرہ۔ سُرخ آنکھیں اور ڈاکو کی طرح لمبا تڑنگا۔ کیٹی کو دیکھ کر بولا۔

"یہ لڑکی تو بڑی خوب صورت ہے ماریانہ! کیوں نہ میں اس سے شادی کر لوں"

ماریانہ نے کہا:

"اُسے اس کا بیاہ ہونے والا ہے۔"

"اچھا" اس کا بھائی بولا " تو پھر جب اس کا

خاوند مرے گا۔ تب اس سے شادی کر لوں گا"

ماریانہ نے کہا:

"تم قافلے لے کر کب قرطبہ کی طرف جا رہے ہو" رچرڈ"

ماریانہ کے بھائی رچرڈ نے کہا:

"پرسوں شام یہاں سے روانہ ہوں گا کیوں؟ کیا قرطبہ جاؤ گی؟"

ماریانہ بولی۔ "اس لڑکی میڈونا کو ساتھ لے جانا۔ یہ قرطبہ کی رہنے والی ہے"

کوئی بات نہیں۔ لے جاؤں گا۔

پھر جیب سے ایک تھیلی نکال کر اس میں سے چاندی کے دس سکے ماریانہ کی طرف بڑھا کر بولا۔

صبح صبح ایک مسافر کو جنگل میں لوٹا تھا۔ بیس چاندی کے سکے ملے۔ دس تم لے لو"

کیٹی حیران ہو کر رچرڈ کا منہ تکنے لگی۔ تو کیا یہ ڈاکے بھی مارتا تھا؟

ماریانہ نے دس سکے لے کر جیب میں رکھ لیے اور اس سے کہا:

رچرڈ بھائی! کبھی کسی امیر آدمی کو بھی لوٹ لیا کرو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غریبوں کو لوٹنے سے تو کچھ ہاتھ نہیں آتا"

رچرڈ نے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوتے کہا:

"فکر نہ کرو ماریانہ — اس بار قرطبہ جا کر کسی امیر یہودی کی حویلی میں چوری کروں گا۔ بڑا مال ہاتھ لگے گا۔ وارے نیارے کر دوں گا۔ تمہارے"

ماریانہ کہنے لگی:

"میں تمہاری چوری کی کامیابی کے لیے دُعا کروں گی۔

رچرڈ جانے لگا تو کیٹی کی طرف گہری نظروں سے دیکھ کر بولا۔

لڑکی! تیار رہنا۔ پرسوں شام ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"بہت اچھا"

عنبر اس وقت ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں بزرگ کی ہدایت کے مطابق ملک افریقہ کی طرف ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔

ناگ ہندوستان کے جنوبی شہر ترقام سے تھوڑی دُور دریا پار، پُرانے قلعے پانڈی چری کی باؤلی میں پھسل کر گرنے کے بعد زمین کے اندر شہزادی سلومی کی قید میں ہے۔ اگرچہ وہ اس کا بادشاہ بن کر شاندار محل میں رہتا ہے مگر سلومی کے جادو کی وجہ سے باہر نہیں جا سکتا۔

تیسری جانب ماریا —— لاہور کی پُرانی انارکلی کے ایک قدیم تاریخی بُرج میں دفن تین سو سال پہلے لاہور کے مرہٹہ گورنر سندھیا جی کی بیٹی شکتی پاروتی کی قبر کے قریب کھڑے ایک پُر اسرار کشش کے ہاتھوں غائب ہو گئی تھی۔ اور کیٹی اسے آوازیں دیتی رہ گئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم ناگ اور عنبر کو اپنی اپنی جگہوں پہ تھوڑی دیر کے لیے اور چھوڑتے ہیں۔ اور ماریا کی خبر لیتے رہیں کہ اس کے ساتھ کیا گزری؟

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ ماریا پُرانی انارکلی کے تاریخی برج میں کیتھی کے ساتھ کھڑی وہ تاریخی تحریر پڑھ رہی تھی جس میں لکھا تھا کہ یہ قبر شکتی پاروتی کی ہے جس میں اس کی ہڈیاں ایک مرتبان میں رکھ کر دفن کی گئی ہیں۔ شکتی پاروتی تین سو برس پہلے شہر لاہور کے مرہٹہ گورنر سندھیا جی کی بیٹی تھی۔ لاہور کے ایک پُرانے مندر میں کالی بلا اس کو چمٹ گئی۔ اس نے پاروتی پر جادو کر دیا۔ پاروتی نے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ اس کے باپ نے اسی کنوئیں کے اوپر ایک برج بنا کر اپنی بیٹی کی لاش کو جلانے کے بعد اس کی ہڈیاں مرتبان میں بند کر کے وہاں دفن کر دیں۔

کیتھی بھی ماریا کے پاس ہی کھڑی تھی۔ وہ ابھی ابھی لاہور کالج فار ویمن میں شیبا سے مل کر آ رہی تھیں کہ پُرانی انارکلی کی سیر کرتے کرتے یہاں تک آ گئیں۔

اچانک ماریا کو ایسا لگا کہ اس کے پاؤں بھاری ہونے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ غائب ہو کر بڑی ہلکی پھلکی رہا کرتی تھی۔ اور زمین کی کشش کا اس پر بہت تھوڑا اثر ہوتا تھا۔ اس نے کیتھی کو آواز دے کر کہا:

کیتھی میرے پاؤں بھاری ہونے لگے ہیں۔

پھر اسے کوئی طاقت قبر کی طرف کھینچنے لگی۔ اس نے کیتھی سے گھبرا کر کہا:

کیتھی کوئی کشش مجھے قبر کی طرف کھینچ رہی ہے

کیتھی نے گھبرا کر ماریا کو آوازیں دیں اور اُسے پکڑنے کے لیے ہاتھ مارے مگر ماریا تو غائب رہا کرتی تھی اسے وہ کیونکر ہاتھ سے پکڑ سکتی تھی۔

ماریا قبر کی طرف اپنے آپ کھنچتی چلی جا رہی تھی۔ اسے قبر پر ایک کالے رنگ کا لال لال انگارہ ایسی آنکھوں والا کتا بیٹھا ہوا نظر آنے لگا تھا۔

ماریا نے چیخ کر کہنا چاہا کہ قبر پہ ایک خوفناک کتا بیٹھا اسے گھور رہا ہے۔ مگر پھر ماریا کے حلق سے آواز نہ نکل سکی اور وہ اپنے آپ قبر کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھینچتی چلی گئی۔

کالا کتا قبر سے اُتر گیا۔ قبر میں شگاف نمودار ہو گیا اور ماریا اس شگاف کے اندر اُتر گئی۔ قبر کا شگاف اور کتا — یہ چیزیں کیٹی کو دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔ اسے صرف پاروتی کی قبر ہی نظر آ رہی تھی وہ ماریا کو آوازیں دیتی رہ گئی۔ پکارتی رہ گئی اور ماریا قبر کے اندر سما گئی۔

ماریا کے دونوں پاؤں اب بھاری بھاری نہیں رہے تھے۔ وہ پہلے کی طرح ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔ مگر اس کے اندر کی ساری طاقت جیسے کسی نے نکال لی تھی۔ اور وہ ایک مردہ عورت کی طرح قبر کے اندر ایک طرف کھڑی تھی۔ قبر اندر سے کافی بڑی نظر آ رہی تھی قبر کے درمیان میں کالے رنگ کا ایک مرتبان پڑا تھا۔ ماریا کو یاد آ گیا کہ یہ وہی مرتبان ہے جس کے اندر سمندر میں گر کر خودکشی کرنے والی شکتی پاروتی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔

پھر ماریا کو ایک آواز آئی۔ یہ آواز کھنچی کھنچی سی تھی۔ اور کسی ایسی عورت کی آواز لگتی تھی جس کا گلا بیٹھا ہوا ہو۔

مرتبان کا منہ کھول دو۔"

ماریا کسی پُراسرار طاقت کے اثر میں آگے بڑھی اس نے مرتبان کا ڈھکن اُٹھا دیا۔ مرتبان میں سے کسی لڑکی کی چیخ بلند ہوئی۔ ماریا لرز گئی۔ گھٹی گھٹی آواز والی پُراسرار عورت نے مکروہ قہقہہ بلند کیا۔ اور کہا

"تیری ہڈیاں قیامت تک آگ میں
جلتی رہیں گی۔ تو نے میرے مندر
میں آ کر میرے بت کے گلے میں
پھولوں کی مالا کیوں نہیں ڈالی تھی۔
اب اپنے کئے کی سزا بھگت —"

پھر اس آواز نے ماریا سے کہا

"تم غیبی عورت ہو۔ میں جانتی ہوں۔ میں اس شہر کی کالی بلا ہوں۔ میرا ٹھکانہ ایک مندر میں تھا۔ لاہور میں یہ مندر اب اجڑ گیا ہے میں اب اس قبر کے اوپر کالا کتا بن کر رہ رہی ہوں — مجھے تم ایسی عورت کی ضرورت تھی۔"

ماریا نے آہستہ سے کہا:

"اے کالی بلا! تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالی بلا کی آواز آئی۔

"میں تمہیں سولہ دن اس ہڈیوں
والے مرتبان میں بند رکھوں گی۔
پھر تمہیں کتے کے روپ میں لا
کر تمہیں ہلاک کر ڈالوں گی اور
تمہاری لاش کو جلا دوں گی پھر
تمہاری ہڈیوں کو پیس کر اس کا آٹا بنا
کر پھر گوندھ کر ایک پتلا بناؤں گی۔
اس تمہارے پتلے کو جادو کے زور
سے زندہ کر دوں گی پھر یہ تمہارا
پتلا لاہور کے میرے اس مندر
میں جا کر وہاں رہنے والے
مسلمانوں کو ایک ایک کر کے قتل کر
دیگا۔ جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد
اس مندر پر قبضہ جما رکھا ہے"

ماریا نے کہا:

"اے کالی بلا! کیا تم خود ان لوگوں کو
قتل نہیں کر سکتی؟"

کالی بلا کی آواز آئی: "نہیں۔ اگر میں ایسا کر سکتی

ہوتی تو تمہاری تلاش میں کیوں نکلتی میں تیس
برس سے جب سے میرا مندر اجڑا ہے اس برج میں
بیٹھی ایک غیبی عورت کا انتظار کر سکتی تھی۔ کیوں کہ غیبی
عورت ہی میرا یہ کام کر سکتی تھی۔ میں ان لوگوں کو
اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتی کہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان
پر میرا جادو بے کار ہو جاتا ہے۔ مسلمان پر تمہارا جادو
چل سکے گا۔ جو میں تمہارے اندر ڈالوں گی۔ — اب
مرتبان میں شکتی پاروتی کی ہڈیوں کے پاس جانے کے
لیے تیار ہو جاؤ"

ماریا نے آہستہ سے پوچھا:

"اے کالی بلا! میں اگرچہ اس وقت تیرے
جادو کے اثر میں ہوں اور اپنی مرضی سے کچھ
نہیں کر سکتی۔ لیکن کیا تم مجھے اتنا بتاؤ گی کہ
تم یہ سب کچھ کس لیے کر رہی ہو؟"

کالی بلا نے کہا:

"سنو! میں شکتی پاروتی کے جسم کو پھر سے
زندہ کر کے اس کے جسم میں خود کو داخل کر کے دوبارہ زندہ
ہونا چاہتی ہوں اور لاہور شہر میں ایک ایسی لڑکی بن کر
ابھرنا چاہتی ہوں جو ایک ایک کر کے پاکستان کے سارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مسلمانوں کو ختم کر دے اور یوں ان سے اپنے مندر کے اجڑنے کا بدلہ لے۔"

ماریا دل میں حیران رہ گئی۔ یہ کالی بلا کس قدر گھناؤنا انتقام لینا چاہتی ہے مگر ماریا اس کا حکم ماننے کے سوا کچھ نہ کر سکتی تھی۔ وہ اس مکروہ کالی بلا کے جادو کے اثر میں پھنس چکی تھی۔ ماریا اس کالی بلا کو دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ تو صرف اس کی گھٹی گھٹی مکروہ آواز ہی سن رہی تھی۔ کالی بلا کی کراہت انگیز آواز بلند ہوئی۔

اے میری غلام ماریا — اس مرتبان میں داخل ہو جا اور شکتی پاروتی کی ہڈیوں کے ساتھ رہ کر سولہ دن رات بسر کر — یہ میرا حکم ہے۔ چل چل!

اور ماریا نے اپنے آپ مرتبان کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ مرتبان کے قریب آئی تو جیسے کسی نے اسے اٹھا کر مرتبان کے اندر ڈال دیا۔ اور اوپر سے ڈھکن بند کر دیا۔ اسے دیکھ کر کالی بلا کے مکروہ قہقہوں کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

ماریا مرتبان کے اندر تنگی محسوس کر رہی تھی۔ لیکن کالی بلا کے جادو کی وجہ سے وہ مرتبان میں سے زور لگا کر باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا

کہ اس کی طاقت کسی نے نکال دی ہے اور وہ محض ایک سائے کی طرح حرکت کر رہی ہے۔

مگر ماریا اپنے پورے ہوش و حواس میں تھی۔ اس نے دیکھا کہ مرتبان کے اندر اس کے ارد گرد ہڈیاں پڑی ہیں۔ یہ بازو، ٹانگوں، کہنیوں، گردن، کمر اور سینے کی ہڈیاں ہیں۔ اور ان کے اوپر ایک کھوپڑی پڑی ہے۔ یہ شکتی پاروتی کے جسم کی ہڈیاں تھیں۔ جس کو اسی کالی بلا نے اس کی کسی بات پر ناخوش ہو کر اس کے سر پر سوار ہو کر اسے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے پر مجبور کر دیا تھا اور اب یہ کالی بلا اسی شکتی پاروتی کے جسم کو پھر سے زندہ کر کے اس کے اندر داخل ہو کر پاکستان اور خاص طور پر لاہور کے مسلمان بچوں بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں کو باری باری قتل کر کے اپنے لاہور والے مندر کے اجڑنے کا انتقام لینا چاہتی تھی۔!

ماریا کو یہ خیال آیا کہ جب اس نے مرتبان کا ڈھکن کھولا تھا۔ تو اس کے اندر سے ایک لڑکی کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ یہ چیخ صرف شکتی پاروتی کی ہو سکتی تھی۔ کیونکہ مرتبان میں اس کی ہڈیاں دفن تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے اپنے ہاتھ کو آہستہ آہستہ آگے بڑھا کر پاروتی کی ہڈیوں میں سے اس کی انگلی کی ایک چھوٹی سی ہڈی کو اٹھا لیا۔ جب سے ماریا پر کالی بلا کے کالے جادو کا اثر ہوا تھا۔ اس کی ہر حرکت سلو موشن میں ہو گئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ بولتی تھی اور آہستہ آہستہ فلموں کے سلو موشن سین کی طرف چلتی رہی۔ اور ہاتھ کو بڑھاتی تھی۔

ماریا نے ہڈی کو ہاتھ میں لیا تو اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ ہڈی اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ ماریا نے پاروتی کی کھوپڑی کی طرف دیکھا۔ کھوپڑی میں سے دو آنکھیں اسے تک رہی تھیں کہ جیسے کچھ کہنا چاہتی ہوں مگر کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں۔

ماریا نے آہستہ آہستہ دوسرا ہاتھ بڑھا کر کھوپڑی کو پکڑ لیا۔ وہ اُسے اٹھا کر دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کے اندر سے آنکھیں کہاں سے آ گئیں۔

اس بار بھی ماریا کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اور کھوپڑی اس کے ہاتھ سے گر کر نیچے ہڈیوں کے اوپر آ کر ٹک گئی۔ کھوپڑی کی دونوں آنکھیں خاموشی سے ٹکٹکی باندھے ماریا کو دیکھ رہی تھیں۔ ان آنکھوں کے دیکھنے کے انداز

سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہ آنکھیں اس کو نیبی حالت میں بھی صاف دیکھ رہی تھیں ——

ماریا نے آہستہ آہستہ کہا :

کیا تم لاہور کے مرشد ... سندھیا جی کی بیٹی ... شکتی پاروتی کی آنکھیں ہو ؟

آنکھوں نے کچھ نہ کہا۔ آنکھیں بول نہیں سکتی تھیں۔ مگر آنکھوں ... آہستہ سے دو بار جھپک کر گویا ماریا سے کہا :

"ہاں ماریا ! یہ شکتی پاروتی کی بدنصیب آنکھیں ہوں —— "

ماریا ... آئی تھی مگر آنکھوں کے جھپکنے سے وہ سمجھ گئی کہ یہ شکتی پاروتی ہی کی کھوپڑی، آنکھیں اور ہڈیاں ہیں۔ ماریا کو ... اس کی خوشی ہوئی تھی کہ شکتی پاروتی کی روح اس کی دشمن نہیں نکلی تھی۔ وہ بھی ماریا کی طرح کالی بلا کے آگے بے بس اور مجبور تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈھڑکتی ہوئی کتاب سُنہری پلکیں

ماریا کو ابھی سولہ دن مرتبان میں بند رہنا تھا۔ اسے مرتبان کے اندر آئے دوسرا دن جا رہا تھا۔ ابھی تک شکنتی پاروتی کی روح نے ماریا سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ اپنی کھوپڑی کی آنکھوں سے ہی اسے دیکھتی رہی۔ ماریا نے بھی اس سے آگے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ اس لیے بھی پاروتی کی روح سے کوئی سوال نہیں پوچھتی تھی۔ کہ کالی بلا ان کی باتیں ضرور سن رہی ہوگی۔ ماریا اگرچہ خاموش تھی مگر اس کا ذہن پاروتی سے وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں پوچھنے کے لیے ہر وقت بے چین رہتا تھا۔

ماریا کو یقین تھا کہ پاروتی کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ وہ اس سے ہمدردی رکھتی ہے اور خود بھی پریشان ہے اور وہاں سے فرار ہونا چاہتی ہے۔ اس بات سے ماریا کا حوصلہ بڑھ گیا۔

وہ پاروتی کی آنکھوں کو دیکھتی رہتی۔ مرتبان کے اندر پاروتی کی ہڈیوں کے اوپر ماریا دھوئیں کی لہر کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ ماریا دیکھتی کہ کبھی پاروتی کی آنکھیں کھوپڑی کے سوراخوں میں اپنی پلکیں بند کر لیتی اور کبھی کھول کر یوں ماریا کی طرف تکنے لگتی جیسے کہہ رہی ہو۔

کیا تم مجھے یہاں سے باہر نہیں نکالو گی؟"

ماریا کو ایک بات کا پکا یقین آ گیا تھا کہ پاروتی کی آنکھیں اسے غیبی حالت میں بھی دیکھ رہی ہیں۔ کیونکہ ایک بار مرتبان کے اندر ہی ماریا کھسک کر کھوپڑی کی ایک طرف ہو گئی۔ اس نے دیکھا پاروتی کی آنکھیں بھی اسی طرف گھوم گئی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اسے دیکھ رہی ہے۔ ماریا اس کی آنکھوں کے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا۔

ماریا مرتبان میں پہلی دھوئیں کی طرح بند تھی۔ ان سات دنوں میں ماریا کچھ کچھ پاروتی کے اشاروں کو سمجھنے لگی تھی۔ ماریا نے محسوس کیا کہ پاروتی کی آنکھیں کھوپڑی کے اشاروں میں سے بار بار نیچے کی طرف جھک جاتی ہیں۔

ماریا نے پاروتی سے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پاروتی! تم مجھے کیا کہنے کی کوشش کر رہی ہو؟"

پاروتی بول تو نہیں سکتی تھی اس نے اپنی آنکھوں کو ایک بار پھر نیچے کی طرف جھکا دیا۔ ماریا نے نیچے دیکھا نیچے سوائے پاروتی کی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

ماریا نے دوبارہ سوال کیا تو پاروتی نے پھر اپنی کھوپڑی کے نیچے کی طرف اشارہ کیا تو

ماریا غور کرنے لگی۔ کہ یہ آنکھیں اسے کیا کہہ رہی ہیں۔ ماریا نے کھوپڑی کے نیچے دیکھا۔ کھوپڑی کے نیچے پاروتی کے جسم کے دو بازوؤں اور انگلیوں کی ہڈیوں کے ڈھیر جمع تھے۔ ماریا سلو موشن میں آہستہ آہستہ ایک ایک ہڈی اٹھا کر پاروتی کو دکھاتی اور پوچھتی۔

"کیا تم اس ہڈی کی طرف اشارہ کر رہی ہو؟"

پاروتی کی آنکھیں ماریا کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہتیں کوئی حرکت نہ کرتیں۔ آخر ماریا نے جب ایک انگلی کی سیدھی ہڈی کو اٹھا کر پاروتی سے پوچھا:

"کیا یہ ہڈی تم چاہتی ہو؟"

پاروتی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دوبارہ جھپکیں گویا کہہ رہی ہو کہ ہاں میرا مطلب اسی ہڈی سے تھا۔

ماریا نے اس ہڈی کو غور سے دیکھا۔ یہ انگلی کی چھوٹی سی

ہڈی تھی۔ اور اس کے ساتھ سیاہ رنگ کا ایک چھلا چپکا ہوا تھا۔ شاید پاروتی اسی چھلے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ پاروتی کا سارا جسم جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ مگر یہ چھلا اس کی انگلی کی ہڈی کے ساتھ چپکا رہا تھا۔

ماریا۔ چھلے کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

پھر اس نے پاروتی کی طرف چھلے کا رُخ کر کے کہا۔

"کیا اس چھلے میں کوئی خاص بات ہے پاروتی؟"

پاروتی کی آنکھیں چار بار بند ہوئیں اور پھر اس نے اوپر کی طرف دیکھا۔ چار بار آنکھوں کو بند کرنے کا مطلب یہ تھا کہ ہاں اسی چھلے میں ایک خاص بات ہے۔ اب یہ آنکھیں اوپر دیکھ کر کیا اشارہ کر رہی تھیں۔ یہ ماریا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے دو تین بار اپنے سوال کو دہرایا۔ ہر بار پاروتی کی آنکھوں نے اوپر کو اشارہ کیا اوپر مرتبان کے بند ڈھکن کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ماریا سوچنے لگی کہ اوپر اور کیا ہو سکتا ہے۔

اچانک اسے خیال آیا کہ اوپر کھوپڑی کا ماتھا بھی تو ہو سکتا ہے اس نے جھٹ پاروتی کی آنکھوں سے پوچھا۔!

"کیا تم اپنی کھوپڑی کے ماتھے کی طرف اشارہ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی ہو ؟"

پاروتی کی آنکھیں تین بار بند ہوئیں۔ ماریا بے حد خوش ہوئی اُس کی اشاروں کی بات چیت کامیاب ہو رہی تھی۔ اُس نے پُوچھا۔

"کیا میں تمہارے ماتھے کی ہڈی پر ہاتھ رکھوں؟"

پاروتی کی آنکھوں نے کوئی حرکت نہ کی۔ جس کا مطلب تھا کہ نہیں میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ ماریا نے دوسرا سوال کیا۔

"کیا میں اس ہڈی کو تمہاری کھوپڑی کے ماتھے پر رکھ دوں ؟"

پاروتی کی آنکھوں نے پھر بھی کوئی حرکت نہ کی۔ ماریا پریشان سی ہو گئی۔ آخر پاروتی کی آنکھیں اسے کیا کہہ رہی ہیں اس سے کیا چاہتی ہیں ؟

اس نے پُوچھا:

"کیا میں تمہاری انگلی کی ہڈی تمہاری کھوپڑی کے سر پر رکھ دوں ؟"

پاروتی کی آنکھوں نے حرکت کی اور وہ تین بار جھپکیں ماریا خوش ہوئی اسے اپنے ایک اور سوال کا جواب مل گیا تھا۔ اس نے انگلی کی کالے چھلے والی ہڈی پاروتی کی کھوپڑی کے سر پر رکھ دی ـــ کھوپڑی کے سر

پر رکھتے ہی وہ ہلنے لگی۔ مرتبان کے اندر ساری ہڈیوں نے حرکت شروع کر دی۔

ماریا کو محسوس ہوا کہ اس کے پاؤں جو بھاری بھاری ہو گئے تھے اب ہلکے ہونے لگے ہیں۔ اس نے اپنا بازو جو غائب تھا اوپر اٹھایا تو وہ سلو موشن میں نہیں بلکہ عام حالت کی طرح اوپر کو جلدی سے اٹھ آیا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ ماریا پر کالی بلا کا ایک جادو ختم ہو چکا تھا۔ اس نے پاروتی کی آنکھوں کی طرف دیکھا جو ہلتی ہوئی کھوپڑی کے سوراخوں کے اندر ماریا کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں۔ پھر آنکھوں نے اوپر اپنی کھوپڑی کے سر کی طرف اشارہ کیا۔

ماریا نے دیکھا کہ کھوپڑی کے سر کے اوپر انگلی کی ہڈی والا کالا چھلا ہڈی میں سے نکل کر کھوپڑی کے سر پر ٹک گیا تھا۔ اور بڑا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ یہ چھلا بڑا ہوتے ہوتے لڑکی کے ہاتھ میں پہنے جانے والے کنگن جتنا ہو گیا۔

اب ایک عجیب بات ہوئی پاروتی کی آنکھیں کھوپڑی کے سوراخوں میں سے غائب ہو گئیں۔ ماریا نے چونک کر مرتبان کے اندر اوپر نیچے دیکھا۔ اسے ایک لڑکی کی ہلکی ہلکی مدھم مدھم آواز سنائی دی۔

"ماریا ـــ اس کنگن میں سے گزر جاؤ"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے چونک کر پوچھا: "تم — کیا تم پاروتی ہو؟"
"ہاں" آواز آئی "میں پاروتی ہوں۔ اس میں سے گذر جاؤ۔ میں مرتبان کے باہر تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

ماریا دھوئیں کی ایک لکیر بن کر پاروتی کی کھوپڑی کے سر پہ رکھے ہوتے کنگن میں سے گزر گئی۔ اس کے گذرتے ہی کھوپڑی اور ہڈیاں مرتبان کے اندر سے غائب ہو گئیں اور مرتبان خالی ہو گیا۔

ابھی ماریا یہ دیکھ ہی رہی تھی کہ اس کی آنکھیں اپنے آپ بند ہو گئیں۔ ایک اندھیرا سا چھا گیا اور اسے ایسے لگا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہی ہو اور اس کے بال ہوا میں لہرا رہے ہیں۔ اس کی آنکھیں اسی طرح بند تھیں پھر اس نے اپنے آپ کو فضا میں ہی سیدھا ہوتے اور پھر اپنے پاؤں کو زمین پر لگتے محسوس کیا۔

اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک دریا کے کنارے پل پر کھڑی ہے۔ یہ پل کشتیوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک بڑی خوبصورت چمکیلی آنکھوں والی نوجوان لڑکی کھڑی ہے۔ جس نے سبز ساڑھی باندھ

رکھی ہے۔ ماتھے پر سرخ بندیا لگی ہے اور جوڑے میں موتیے کے سفید پھول سجے ہوئے ہیں۔ وہ ماریا کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے۔ اس کے گلے میں سونے کا ایک ہار ہے جس کے جواہرات سنہری دھوپ میں چمک رہے ہیں۔

ماریا نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"کیا تم پاروتی ہو؟"

کیونکہ اس لڑکی کی آنکھیں وہی تھیں جو اس نے مرتبان کے اندر کھوپڑی کے سوراخوں میں دیکھی تھیں۔

اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ہاں ماریا! میں پاروتی ہوں"

"ہم کہاں آ گئے ہیں؟" ماریا نے پوچھا۔

پاروتی نے دریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ لاہور کا راوی دریا ہے ہم دو سو سال پیچھے آ گئے ہیں۔ اس وقت لاہور پر میرے باپ سندھیا جی کا راج نہیں ہے۔ یہاں اب مغل بادشاہ کا راج ہے۔"

ماریا نے کہا:

"مگر تم پھر سے زندہ ہو گئی ہو؟"

پاروتی بولی: "ہاں — اگر تم میرے پاس آ کر میری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھوں کی زبان نہ سمجھتیں تو میں کبھی دوبارہ زندہ نہ ہو سکتی تھی۔ میں اپنے ایک پچھلے جنم میں واپس جا رہی ہوں۔ جب میں ایک ہزار سال پہلے اس ملک کے جنوب میں ایک راجہ کی بیٹی تھی۔ اور میرا نام پاروتی ہی تھا۔

ماریا نے پوچھا:

"کیا تم اب ہزار سال پیچھے اپنے پچھلے جنم میں چلی جاؤ گی۔؟"

پاروتی بولی: — "نہیں جب تک میں اس کالی بلا کو ہلاک نہیں کر لیتی جس نے میری روح کو مرتبان میں بند کر کے اپنے قبضے میں کر رکھا تھا۔ اس وقت تک واپس اپنے پچھلے جنم میں نہیں جا سکتی۔ کیونکہ اگر کالی بلا زندہ رہی تو وہ میرا پچھلے جنم میں بھی پیچھا کرے گی۔ اور میرے محل میں آ کر مجھے قتل کر ڈالے گی۔ اس لیے میں اسے ہلاک کرنے کے بعد ہی واپس اپنے پچھلے جنم میں جاؤں گی۔"

ماریا نے کہا: "کیا مجھ پر کالی بلا کا جادو نہیں رہا۔ [illegible] میں اپنے آپ کو بالکل ہلکا پھلکا اور پہلے کی طرح محسوس کر رہی ہوں۔"

پاروتی بولی۔ — "نہیں — اب تم پر کالی بلا کا اثر نہیں رہا۔"

ماریا کہنے لگی: "لیکن تم کالی بلا کو کیسے ہلاک کرو گی وہ تو بڑی زبردست جادوگرنی ہے۔"

پاروتی بولی — "تم میرے ساتھ ہو گی۔ تم دیکھنا کہ میں اسے کیسے قتل کرتی ہوں۔" "آؤ میرے ساتھ۔"

وہ پل پر سے گزرنے لگیں۔ پاروتی نے ماریا کو بتایا کہ جس کالے پتھر کو اس نے اپنی انگلی میں پہن رکھا تھا وہ ایک بہت بڑے مسلمان بزرگ نے اس کو دیا تھا اور آج اس کی وجہ سے وہ پھر زندہ ہو گئی ہے۔

پل پر سے گزر کر ماریا نے دیکھا کہ لاہور کا قلعہ اور شاہی مسجد دریا کے بالکل ساتھ ہی تھے جب کہ آج کل دریا ان سے کافی دور چلا گیا ہے۔ دو سو برس پہلے کا لاہور آج کا انارکلی بازار، لبرٹی مارکیٹ اور گلبرگ والا لاہور نہیں تھا۔ بلکہ ایک پرانا سا خاموش اور پرسکون لاہور تھا۔ جس کے بازاروں میں مغلیہ زمانے کے لباس پہنے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر گھوم پھر رہے تھے۔ نہ کہیں کسی رکشے کی آواز تھی۔ نہ موٹر کاریں ٹوں ٹاں کر رہی تھیں۔ نہ ٹرک شور مچا رہے تھے اور نہ سکوٹروں کا شور اور گھر گھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ نہ ریڈیو تھا نہ ٹی وی تھا اور دو منزلیں بسیں دھواں اڑاتی تھیں۔

ماریا سے یہ لاہور پہچانا نہیں جا رہا تھا۔ اس نے پاروتی سے پوچھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

پاروتی بولی۔ "میں تمہیں پرانی انارکلی والے علاقے میں اپنی قبر پہ لے جا رہی ہوں"

اپنی قبر پر لے جا رہی ہوں"

ماریا، پاروتی کے ساتھ پرانی انارکلی والے علاقے میں داخل ہوئی تو وہ اسے بھی نہ پہچان سکی۔ نہ دکانیں تھیں نہ مکان تھے۔ ایک کھلا میدان تھا جہاں درخت اُگے ہوئے تھے۔ اور ایک جگہ وہی سفید برج کھڑا تھا جس کے اندر پاروتی کی قبر تھی۔ مگر یہ برج ٹوٹا پھوٹا نہیں تھا۔ بالکل نیا تھا اور اس کی دیواروں پر لگی ہوئی ٹائلیں غروب ہوتے سورج کی روشنی میں چمک رہی تھیں۔ پاروتی نے کہا:

"یہاں کسی کو یقین نہیں آسکتا تھا کہ اس برج میں جس لڑکی کی ہڈیاں دفن ہیں وہ یہاں زندہ کھڑی ہے — اپنی قبر کے پاس"

ماریا کہنے لگی۔ — "یہاں کالی بلا کو تم کہاں اور

کیسے قتل کرو گی پاروتی! کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جادو تمہیں پھر اپنی قید میں کر لے"

پاروتی مسکرا کر بولی۔ "اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بزرگ کے سیاہ چھلے کی برکت کی وجہ سے کالی بلا اور سب کو دیکھ سکے گی مگر مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ وہ تمہیں بھی اب نہیں دیکھ سکے گی۔ کیوں کہ تم بھی اس کالے چھلے کے اندر سے گزر کر باہر آئی ہو"

ماریا نے کہا: "اس کا مطلب یہ ہوا کہ کالی بلا ہم دونوں کو نہیں دیکھ سکے گی"

"بالکل نہیں۔" پاروتی نے کہا:

ماریا بولی۔ — "مگر پھر بھی اس کی اتنی زبردست طلسمی طاقت کو ہم کیسے ختم کر سکیں گے۔ پاروتی؟"

پاروتی برج کے پاس جا کر رک گئی اور ماریا کی طرف دیکھ کر بولی۔

"اس وقت جب بزرگ نے مجھے کالا چھلا دیا تھا اس کی طاقت میرے ساتھ ہے اور جب روحانی طاقت کسی کے ساتھ ہو تو پھر اس پر جادو کا اثر نہیں ہوا کرتا"

اتنے میں پاروتی کی قبر والے برج میں وہی کالا کتا نمودار ہوا۔ جس کو ماریا پہلے بھی دیکھ چکی تھی جگتے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں سُرخ تھیں اور وہ درختوں کی طرف دیکھ کر بھونک رہا تھا۔ پاروتی نے کہا:

"کال بلا اس کتے کی شکل میں آگئی ہے۔ وہ دیکھو ۔۔۔ وہ بھونک رہی ہے"

"کہیں اس نے ہمیں دیکھ تو نہیں لیا؟" ماریا نے پوچھا۔ "نہیں" پاروتی بولی۔ "اس نے ہمیں دیکھا نہیں ہے اور نہ ہی وہ ہمیں قیامت تک دیکھ سکتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اس نے میری بُو سونگھ لی ہے۔ اسی لیے یہ کُتا پریشان ہو کر بھونک رہا ہے"

ماریا نے کہا: "اب تم کیا کرو گی؟"

پاروتی نے بُرج کی طرف قدم اُٹھاتے ہوئے کہا: "میں اس کتے کو ہلاک کرنے جا رہی ہوں"

ماریا بولی "خدا کے لیے ادھر نہ جاؤ۔ یہ کتا بھی آدم خور لگتا ہے۔ وہ تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا"

پاروتی نے اپنی ساڑھی سے ایک تیز دھار والا خنجر نکال لیا تھا۔ وہ کہنے لگی:

"تم اس جگہ کھڑی ہو کر تماشا دیکھتی رہو"

پاروتی کے ہاتھ میں آگے سے مڑا ہوا خنجر چمک رہا تھا۔ وہ ایک ایک قدم کرتی آگے بڑھ رہی تھی۔ جُوں

جُوں وہ بُرج کے قریب پہنچ رہی تھی۔ سیاہ کتے کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اور اس نے زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا تھا۔ وہ بُرج میں کنارے پر کھڑا اُچھل اُچھل کر بھونک رہا تھا۔

پاروتی بُرج کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اس کی بُو پا کر کتا اس طرف آگیا اور اس نے بھونک بھونک کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ پاروتی خنجر ہاتھ میں پکڑے ایک ایک سیڑھی اوپر چڑھتی جا رہی تھی۔ کتا پاروتی کی بُو پر پیچھے ہٹ رہا تھا۔ جب پاروتی آخری سیڑھی پر پہنچی تو کتا اس سے دس قدم کے فاصلے پر قبر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور بھونکنے لگا۔

پاروتی نے خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ جیسے وہ کتے پر حملہ کرنے والی ہو۔

کتا زور سے اوپر کو اُچھلا۔ اس کا سر بُرج کی چھت سے ٹکرایا اور ماریا نے دیکھا وہاں اب کتے کی جگہ ایک اژدھا پھنکار رہا تھا۔ اس اژدھا کی زبان بار بار غصے کی حالت میں باہر نکل رہی تھی اور وہ زور زور سے پھنکار رہا تھا۔ جب وہ پھنکارتا تو اس کے نتھنوں سے بھاپ کے بادل باہر نکلتے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا ڈر گئی کہ جانے پاروتی کے ساتھ اب یہ اژدہا کیا کرے گا۔ مگر پاروتی بڑے حوصلے اور اطمینان کے ساتھ آخری سیڑھی پر کھڑی تھی۔ اور اس کا خنجر والا ہاتھ اوپر کو اسی طرح اٹھا ہوا تھا۔

ایکدم سے اژدہا نے اپنا منہ کھول کر زور سے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل کر پاروتی کے جسم کو چھونے کے لیے آگے بڑھا۔ مگر ایسا لگا جیسے پاروتی کے آگے کسی نے دیوار کر دی تھی۔ شعلہ دیوار سے ٹکرا کر بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی پاروتی نے پوری طاقت سے بازو گھما کر اژدہے کی طرف خنجر پھینکا۔

خنجر سیدھا اژدہے کے ماتھے پر جا کر لگا اور اس کے اندر کھب گیا۔

اژدہے کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ درد سے بل کھاتا، لڑکھڑاتا ہوا وہیں قبر کے پاس گر گیا۔

پاروتی نے پیچھے مڑ کر ماریا کو آگے آنے کا اشارہ کیا — ماریا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر برج میں آ گئی۔ پاروتی آگے بڑھ کر برج کے اندر اپنی قبر کے پاس آ گئی۔ اس نے اژدہے کی طرف دیکھ کر کہا:

"ماریا اس اژدہے کو دیکھتی رہنا۔ یہ اژدہا نہیں ہے بلکہ وہی کالی بلا ہے جس نے ہم دونوں کو قید کر رکھا تھا اور جس نے مجھے ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کا منصوبہ بنایا تھا۔"

ماریا کی نگاہیں اژدہا پر جمی ہوئی تھیں۔

اس کے دیکھتے دیکھتے اژدہا کی جون بدل گئی۔ اور وہ ایک خوفناک شکل والی عورت کے روپ میں ظاہر ہو گئی جس کا رنگ توے کی طرح کالا سیاہ تھا اور جس کی تین سرخ آنکھیں اور سات بازو تھے۔ اور ہاتھوں کے ناخن تلواروں کی طرح باہر نکلے ہوئے تھے۔

پاروتی نے کہا:

"یہی ہے کالی بلا — اسے دیکھ لو

یہ اس کا آخری وقت ہے۔"

کالی بلا کے ماتھے میں پاروتی کا پھینکا ہوا خنجر گھسا ہوا تھا۔ اور وہاں سے خون ابل ابل کر باہر گر رہا تھا۔ ماریا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس خون کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ یوں لگ رہا تھا۔ جیسے اس کے جسم سے پگھلی ہوئی تارکول باہر نکل رہی ہو — اس کے بازو ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ جیسے کسی کو پکڑنے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوشش کر رہے ہوں ۔ وہ قبر کے فرش پر تڑپ رہی تھی۔ پھر اس کا جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔ اس کی حرکتیں سست ہو گئیں آنکھیں بند ہونے لگیں اور پھر اس کا جسم گلنے سڑنے لگا۔

اس کا سارا جسم سیاہ کیڑے مکوڑوں میں تبدیل ہو گیا۔ ایسا لگتا ہے کہ لاکھوں کیڑے کالی بلا کے جسم سے چپٹ گئے ہوں۔ پھر یہ کیڑے بھی مرنے لگے اور مٹی بنتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد زمین پر کالی بلا کی لاش کی جگہ سیاہ مٹی پڑی ہوئی تھی۔ پاروتی نے کہا

"ابھی تھوڑی دیر میں یہ سیاہ مٹی
بھی غائب ہو جائے گی ۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ ماریا کے دیکھتے دیکھتے وہ سیاہ کالی مٹی بھی غائب ہونے لگی۔ اور پھر فرش بالکل صاف ہو گیا۔ پاروتی نے ماریا کی طرف دیکھا اور بولی،

اب اس کالی بلا کا منحوس وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ اب یہ اس دنیا میں کبھی کسی بے گناہ معصوم لڑکی یا لڑکے کو اپنے ظلم کا نشانہ نہیں بنا سکے گی۔"

ماریا نے کہا،

"کیا اب تم اپنے پچھلے جنم میں اس سے محفوظ ہوگی پاروتی؟"

"ہاں" پاروتی بولی" میں ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں اس وقت جتنی لڑکیاں ہیں

اور آنے والے زمانے میں جتنی لڑکیاں پیدا ہوں گی، وہ سب کی سب اس بلا سے محفوظ ہو گئی ہیں۔

ماریا نے پاروتی کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اور تمہاری یہ قبر ہمیشہ یہاں بنی رہے گی؟"

"ہاں"

ماریا بولی۔۔۔ "مگر میں نے ۱۹۸۴ء کے لاہور میں ۔۔۔ یعنی آج کے دو سو برس بعد جب کالے کتے کو تمہاری قبر پر دیکھا تھا۔ وہ کون تھا؟ کیا وہ اب بھی وہیں پر ہوگا؟

پاروتی نے کہا:۔۔۔ "نہیں ۔۔۔ اب اگر تم آگے کے زمانے یعنی ۱۹۸۴ء کے لاہور میں جاؤ اور پرانی انار کلی میں میرے اس برج پر جا کر دیکھو تو تمہیں وہ کالا کتا وہاں دکھائی نہیں دے گا۔ کیوں کہ وہ کتا نہیں تھا بلکہ یہ کالی بلا تھی جو اب ختم ہو چکی ہے۔"

ماریا نے کہا:۔۔۔ "تمہارے کتبے پر لکھا ہے کہ یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالی بلا لاہور کے ایک مندر میں رہتی تھی۔ کیا وہ مندر اب اس کے وجود سے پاک ہو گیا ہوگا۔"؟

پاروتی بولی؛ "آؤ میں تمہیں وہ مندر دکھاتی ہوں اس کالی بلا کا ایک بہت بڑا بُت ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے چل کر دیکھ لو کہ اس بُت کا کیا حشر ہوا ہے۔"

پاروتی نے ماریا کو ساتھ لیا اور دو سو برس بعد کے لاہور کے اس علاقے میں آ گئی جہاں آج کل شاہ عالمی کے باہر شیتلا مندر واقع ہے اور جو اب بالکل ویران ہو چکا ہے۔ اس وقت نہ شاہ عالمی دروازہ وہاں پر تھا اور نہ کوئی بانسوں والا بازار تھا۔ ان کی بجائے وہاں ایک باغ تھا جس کے درمیان ایک نہر بہہ رہی تھی

۔ اس نہر کے کنارے ایک اونچے برج والا مندر بنا ہوا تھا۔

اس مندر کے باہر لوگ حیران پریشان کھڑے تھے اور ہاتھوں سے اندر کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ پاروتی بولی۔"

"اس وقت یہ لوگ تمہاری طرح مجھے بھی نہیں دیکھ

رہے ہیں۔ کیوں کہ ابھی مجھ پر بزرگ کے سیاہ چھلّے کا اثر ہے رات کے اندھیرے کے بعد یہ ختم ہو جائے گا۔ اور میں لوگوں کو پھر سے نظر آنے لگوں گی۔ اس لیے میرے ساتھ مندر کے اندر آؤ۔"

دونوں مندر کی ڈیوڑھی میں سے گزر کر اندر داخل ہو گئیں،

ماریا نے دیکھا کہ کالی بلا کا اسی شکل و صورت کا ایک بُت فرش پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ اور پجاری دہشت کے مارے ایک طرف کھڑے خوف سے کانپ رہے تھے۔ کہ ان کی دیوی کو کس نے پاش پاش کر دیا۔!

پاروتی نے کہا:

"یہ لوگ حیران ہیں کہ بُت کو کس نے توڑ دیا کسی کو معلوم نہیں کہ اسے میں نے اپنے مسلمان بزرگ کی مدد سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاش پاش کر دیا ہے۔ یہ نہ ہماری آواز سن رہے ہیں اور نہ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔"

ماریا بولی: لیکن یہ اس بت کو دوبارہ بنا لیں گے۔ کیا یہ کالی بلا کی روح دوبارہ اس بت میں داخل نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو جائے گی۔"

پاروتی نے کہا: "نہیں۔ ایسا اب قیامت تک نہیں ہو سکے گا۔ یہ لوگ جب بھی کالی بلا کا بت بنا کر یہاں رکھیں گے۔ ایک رات گزرنے کے بعد وہ بت اپنے آپ زمین پر اوندھے منہ گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا اس طرح سے یہ مندر اب کبھی آباد نہیں ہوگا۔ ہمیشہ ویران رہے گا۔ جیسا کہ تم نے ۱۹۸۳ء کے لاہور کے شاہ عالمی دروازے کے باہر چوک میں دیکھا تھا۔

ماریا پاروتی کے ساتھ مندر سے باہر آگئی۔

وہ باغ میں نہر کے کنارے آکر ایک جگہ گھاس پر بیٹھ گئیں۔ ماریا نے پاروتی سے پوچھا کہ اب وہ کہاں جائے گی۔؟ پاروتی نے کہا:

"میں صرف ایک رات اس زمانے کے لاہور میں ٹھہروں گی تاکہ اندھیرا اچھا جانے کے بعد میرا جسم غیبی حالت سے ظاہری حالت میں آجائے۔ اس کے بعد میں اندھیرے میں یہاں سے ایک ہزار برس پیچھے کے اپنے پرانے جنم کی دنیا میں داخل ہو جاؤں گی۔ یعنی جنوبی ہند کے راجہ کی

بیٹی شکنتی پاروتی بن کر اپنی پچھلے جنم کی زندگی بسر کرنا شروع کر دوں گی۔"

ماریا نے کہا: "کیا تم اپنے اس جنم کے بعد جنم جنم کا سفر کر کے کبھی پھر لاہور آؤ گی؟"

پاروتی نے کہا: "ہاں — میں اپنے آخری یعنی آج کے دن جنم میں لاہور کے مرہٹہ گورنر سندھیا جی کے گھر شکنتی پاروتی ہی کی شکل میں ایک بار پھر پیدا ہوں گی۔"

ماریا بولی:

"اس کا مطلب ہے کہ وہی باتیں پھر دہرائی جائیں گی اور کالی بلا اسی طرح تمہیں قابو میں کر کے تمہارے سر پر سوار ہو جائے گی۔ اور اس کے بُرے اثر کے تحت تم اندھے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لو گی۔"

پاروتی نے کہا: "نہیں — اب ایسا نہیں ہوگا اب میں مروں گی اسی طرح لیکن کنوئیں میں چھلانگ لگا کر لیکن میں اپنی مرضی سے چھلانگ لگاؤں گی۔ مجھ پر کسی کالی بلا کا آسیب سوار نہیں ہوگا۔"

ماریا نے کہا: "مگر پھر تمہیں کنوئیں میں چھلانگ لگانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی کیا ضرورت ہو گی ؟ "

پاروتی کہنے لگی :- " نہیں ماریا۔ ہم تاریخ کے دھارے کو ہرگز نہیں روک سکتے۔ گذرے زمانے میں جو کچھ ہو چکا ہے وہ اسی طرح ایک بار پھر ہو گا۔ ہم اس میں ذرا سا بھی فرق نہیں ڈال سکتے "

ماریا سب کچھ سمجھ رہی تھی۔ وہ خود عنبر اور ناگ کے ساتھ صدیوں کے سفر پر تھی اور تاریخ کے گزرے ہوئے واقعات اور حادثات کو ایک بار پھر اسی طرح ہوتے دیکھتی تھی مگر ان میں سے کوئی بھی اس میں ذرا سا دخل نہیں دے سکتا تھا۔ اور اس کی کوئی شے تبدیل نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے پاروتی سے کہا :

" پاروتی ! کیا تم مجھے دیکھ کر حیران نہیں ہو کہ میں تم کو تو نظر آ رہی ہوں مگر کسی دوسرے کو نظر نہیں آتی تم نے ابھی تک مجھ سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ میں کون ہوں اور کیسے غیبی حالت میں چل پھر رہی ہوں "

پاروتی مسکرانے لگی :

" ماریا ! جب مسلمان بزرگ نے مجھے سیاہ چھلا دیا تھا ان کی برکت سے میں نے تمہیں دیکھتے

ہی پہچان لیا تھا۔ کہ تم صدیوں کے سفر کی مسافر ہو اور تمہارے ساتھ عنبر اور ناگ بھی ہیں اور ایک خلائی لڑکی کیٹی بھی تمہارے ساتھ تھوڑا عرصہ ہوا شامل ہو گئی ہے "

ماریا بڑی حیران ہوئی۔ وہ خوش بھی ہوئی۔ اس خیال سے کہ شاید پاروتی کو عنبر اور ناگ کے بارے میں کوئی معلومات ہوں۔ اس نے کہا :

" پاروتی ! اب جب کہ تم میرے بارے میں سب کچھ جان گئی ہو۔ کیا تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گی کہ عنبر اور ناگ اس وقت کہاں ہیں ۔؟

پاروتی نے کہا :- " مجھے افسوس ہے ماریا کہ میں خواہش کے باوجود تمہیں یہ نہیں بتا سکوں گی۔ کیونکہ یہ غیب کا علم ہے ۔ میں تمہیں دیکھ کر تو بتا سکتی ہوں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو۔ مگر عنبر ناگ کے بارے میں میں کچھ نہیں بتا سکوں گی۔ کیوں کہ ان کے بارے میں مجھے خود کچھ بھی علم نہیں ہے "

ماریا ٹھنڈا سانس بھر کر خاموش ہو گئی۔ پھر کہنے لگی :

" تم کہتی ہو کہ تمہیں کوئی نہیں دیکھ رہا۔ مجھے اس کا یقین نہیں آ رہا۔ کیا تم مجھے کوئی تجربہ کر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دکھاؤں گی۔ کہ تمہیں کوئی نہیں دیکھ رہا؟

پاروتی نے کہا: کیوں نہیں ـــــ ابھی تجربہ کر کے دکھا دیتی ہوں۔ کیوں کہ میں آج رات تک ہی غائب رہوں گی۔ کل سب لوگ مجھے دیکھ سکیں گے۔"

ایک ہندو پجاری نہر کے کنارے سے چلا آ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گنگا جل کا لوٹا تھا اور دوسرے ہاتھ میں ترشول پکڑا ہوا تھا۔

پاروتی نے کہا:

"دیکھو۔ تمہیں ایک تماشا دکھاتی ہوں
اس سے تمہیں ثبوت مل جائے گا اس بات
کا کہ یہ پجاری مجھے نہیں دیکھ سکتا۔"

پاروتی ماریا کے پاس سے اٹھی اور ہندو پجاری کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ پجاری آگے ہی بڑھتا آیا اور پاروتی کے اندر سے گزر گیا۔ کیوں کہ پاروتی غائب تھی اس کے لیے ـــــ پاروتی نے ماریا کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا:

"اب ایک اور تماشا دیکھو!"

خفیہ عورت کون تھی؟

پاروتی ہندو پجاری کے پیچھے آ گئی۔

پیچھے آ کر اس نے پجاری کے ہاتھ میں پکڑا ہوا لوٹا چھین لیا۔ پجاری نے پلٹ کر دیکھا کہ اس کا لوٹا کس نے پیچھے سے چھین لیا ہے۔ جب اسے اپنے پیچھے کوئی نظر نہ آیا تو وہ وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا اور بڑی آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پاروتی نے ایک اور جھٹکے سے اس کا ترشول بھی چھین لیا۔ پجاری ڈر کر ہکا بکا ہو گیا۔ پاروتی نے اس کے منڈھے ہوئے سر پہ ایک چپت مار کر کہا:

"بھاگ یہاں سے نہیں تو تجھے کھا جاؤں گی۔"

یہ آواز سن پجاری زور سے اچھلا اور چیخ مار کر بولا۔ ـــ ہائے رام ـــ بھوت آ گیا۔ اور ایسا بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

پاروتی ہنستی ہوئی ماریا کے پاس آ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرا خیال ہے کہ اب تمہیں یقین آ گیا ہوگا کہ میں بھی تمہاری طرح سے غائب ہوں اور مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا"
ماریا بھی ہنس رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"ہاں پاروتی! اب مجھے پکا یقین ہو گیا ہے"

پاروتی آہ بھر کر بولی۔ "لیکن کل سب لوگ مجھے دیکھ سکیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک طرح سے اچھا ہی ہوگا۔ کیوں کہ غیبی زندگی بھی ایک مصیبت ہی ہوتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ماریا —— تم تو ہزاروں سال سے غیبی زندگی بسر کر رہی ہو؟"

ماریا نے کہا: "کبھی کبھی مجھے بھی غیبی زندگی ایک مصیبت لگتی ہے لیکن کبھی کبھی اس کا بڑا مزا آتا ہے۔ میں کئی مصیبت زدہ لوگوں کو اُن کی مصیبت سے چھٹکارا دیتی ہوں۔ کئی مظلوم انسانوں کی مدد کر دیتی ہوں۔ کیوں کہ میں غائب ہوتی ہوں۔"

"ہاں —— یہ تو ہے۔"

پاروتی نے کہا: پھر وہ خاموشی ہو گئی۔ نہر کے کنارے لوگ آ جا رہے تھے۔ جندو پجاری بھوت بھوت کا شور مچاتا وہاں سے رفو چکر ہو چکا تھا۔

ماریا نے کہا:

"پاروتی! اب رات کہاں بسر کرنے کا ارادہ ہے؟"
پاروتی کہنے لگی: "ہمارا کیا ہے ہم کسی جگہ بھی پڑ رہیں گی"

ماریا نے پوچھا: "تم ابھی سے اپنے پچھلے جنم کے سفر پہ روانہ کیوں نہیں ہو جاتیں؟"

پاروتی مسکرانے لگی۔ بولی۔

"مجھے حیرانی ہے کہ تم نے ایسا سوال کیا ہے۔ کیوں کہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مجھے ایک ہزار سال پیچھے کے زمانے میں جانا ہے اور ایک ہزار سال پیچھے جانا کوئی آسان بات نہیں ہے اور پھر یہ میرے اختیار میں بھی نہیں ہے۔"

"تو کیا تمہیں کوئی غیبی طاقت ایک ہزار برس پیچھے کے زمانے میں لے جائے گی؟"

پاروتی بولی —— "مجھے وہی بزرگ میرے پچھلے جنم کی دنیا میں پہنچائیں گے۔ جن کی برکت سے مجھے کالی بلا سے نجات ملی ہے"

ماریا نے پوچھا: "وہ بزرگ کہاں ہیں؟"

پاروتی نے کہا: "وہ لوگوں کی نظروں میں زندہ نہیں ہیں۔ مگر میری نظروں میں وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بولی: — "وہ کہاں رہتے ہیں؟"

"اسی شہر لاہور میں — ان کا مزار یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے میں تمہیں رات کو وہاں لے چلوں گی۔ اس مزار کو عقیدت مند ملنگا صاحب کا مزار کہتے ہیں"

ماریا کو یاد آ گیا کہ ۱۹۸۴ء کے لاہور میں رہتے ہوئے اس نے ملنگا صاحب کے مزار کے بارے میں کئی لوگوں سے سنا تھا۔ کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے اور ان کے مزار پر عقیدت مندوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ملنگا صاحب کا مزار شہر کے دروازے کے باہر ہے۔ ماریا نے کہا:

"میں ان کے مزار پر ضرور جاؤں گی"

"تمہیں میرے ساتھ آدھی رات کا انتظار کرنا ہوگا"

ماریا نے کہا: "کیا ہم اسی باغ میں بیٹھے رہیں گے؟"

"نہیں۔ چلو شاہی قلعے میں چل کر شہزادوں اور شہزادیوں کو دیکھتے ہیں"

دونوں عورتیں نہر کے کنارے سے اٹھیں اور شاہی قلعے کی طرف روانہ ہو گئیں۔

اس زمانے میں لاہور میں شاہی قلعے کی طرف ایک

راستہ جاتا تھا جو لنڈے بازار والے دلی دروازے کی طرف سے سیدھا قلعے کے بڑے گیٹ کی طرف آتا تھا۔ آج کے زمانے میں تو آپ لاہور کے شاہی قلعے میں جا کر جہاں چاہیں گھومتے پھرتے ہیں۔ مگر اس زمانے میں وہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی۔

شاہی قلعے کے آس پاس کے علاقے میں کوئی غیر آدمی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ پاروتی اور ماریا دونوں ہی غائب تھیں اور کسی کو نظر نہیں آتی تھیں۔ اس لیے وہ بڑے آرام سے مغل سپاہیوں اور پہریداروں کے درمیان سے گزرتی ہوئیں شاہی قلعے کے بڑے دروازے کی ڈیوڑھی میں آ گئیں۔ یہاں مغل سپاہی سرخ اور زرد وردیاں پہنے تلواریں اور نیزے سنبھالے پہرہ دے رہے تھے۔

پاروتی اور ماریا قلعے کے اوپر والے حصے میں آ گئیں جہاں سیڑھیوں میں بہت ہی قیمتی ریشمی قالین بچھے تھے جگہ جگہ فوارے چل رہے تھے۔ شام ہو گئی تھی۔ فانوس اور شمعیں روشن کی جا رہی تھیں۔ جس شیش محل میں آج کل چھپکلیاں دوڑتی پھرتی ہیں اس کی شان ہی نرالی ہے فانوسوں کی روشنی میں سارا شیش محل جگ مگ جگ مگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر رہا تھا۔ تخت پر قالین اور گاؤ تکیے لگے تھے۔ اور شہزادیاں قیمتی جواہرات والے لباس پہنے بیٹھی ہنسی مذاق میں مشغول تھیں جگہ جگہ قلعے میں ان کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ خواجہ سرا اور غلام اور کنیزیں اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے۔ ستونوں اور چاندی کے گلدانوں میں پھول سجائے جا رہے تھے۔

دیر تک دونوں قلعے کی سیر کرتی رہیں۔

جب قلعے کی نوبت نے رات کے گیارہ بجنے کا اعلان کیا تو پاروتی نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں ملنگا صاحب کے مزار پر چلنا چاہیئے"

اور وہ قلعے سے نکل کر ملنگا صاحب کی درگاہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔

ملنگا صاحبؒ کی درگاہ اس زمانے میں بھی جگمگا رہی تھی اور چاروں طرف روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔ جگہ جگہ لوگ خیمے ڈال کر بیٹھے تھے۔ کوئی قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ کوئی مسجد میں نفل پڑھ رہا تھا۔ ایک جگہ پرانے زمانے کے رواج کے مطابق قوالی ہو رہی تھی۔ درگاہ شریف کے اندر اگر بتیاں سلگ رہی تھیں۔ پھولوں کے ہار پڑے

تھے۔ لوگ آ کر فاتحہ پڑھتے اور دعا مانگ کر وہیں کعبے کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور کلام پاک کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے۔

پاروتی بھی ماریا کو لے کر وہاں پہنچ گئی تھی۔

ماریا اس جگہ کی روحانی فضا سے بڑی متاثر ہوئی اور بولی۔

"یہ تو بہت بڑے بزرگ کا مزار ہے"

"ہاں ماریا — ملنگا صاحب بہت بڑے بزرگ ہیں انہوں نے ساری زندگی غریب اور دکھی انسانوں کی خدمت کی۔ جو اندھیرے میں بھٹک رہے تھے۔ انہیں سیدھی" دکھائی اور بے کس انسانوں کو سہارا دیا۔ ان کے دلوں کو ڈھارس بندھائی۔"

ماریا نے کہا "کاش میں بھی ان کے زمانے میں پہنچ کر ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی"

پاروتی بولی: "ہو سکتا ہے خدا تمہاری یہ خواہش بھی کبھی پوری کر دے۔ اور تم اس زمانے میں پہنچ جاؤ۔ جب ملنگا صاحب زندہ تھے اور لوگوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور ان کو نیکی کی ہدایت دیا کرتے تھے۔"

ماریا کہنے لگی: — "تم ان بزرگ سے کہاں ملاقات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرو گی۔ اور کیا ان کے پاس جاتے ہی تم ایک ہزار برس پیچھے کی زندگی میں پہنچ جاؤ گی؟"

پاروتی نے کہا:

"میں مزار کے پیچھے ایک باغ میں جا کر چبوترے پر بیٹھ جاؤں گی۔ اور ملنگ صاحب کو یاد کر کے اپنے ربّ سے اپنے خُدا سے دُعا مانگوں گی، کہ وہ اپنے فضل سے مجھے میرے پچھلے جنم کے ماں باپ کے پاس پہنچا دے۔"

پھر وہ ماریا کی طرف دیکھ کر بولی۔

"ماریا! تم بھی میرے ساتھ کیوں نہیں چلتیں میرے پچھلے جنم کے گھر میں؟"

ماریا نے کہا: "میں تمہارے ساتھ ایک ہزار سال پیچھے جا کر کیا کروں گی؟"

پاروتی نے کہا: "ہو سکتا ہے وہیں تمہاری ملاقات ناگ یا عنبر یا کیٹی سے ہو جائے؟"

ماریا کہنے لگی۔ "کیٹی تو ۱۹۸۲ء کے لاہور میں ہے کیونکہ میں اس کے ساتھ ہی تھی۔ لیکن ہاں عنبر اور ناگ سے ہو سکتا ہے کہ ایک ہزار سال پیچھے جا کر کسی جگہ ملاقات ہو جائے کیونکہ ہو سکتا ہے

کہ وہ ایک ہزار سال پیچھے کے زمانے میں چلے گئے ہوں۔

پاروتی نے پوچھا: "تو پھر کیا خیال ہے تمہارا؟ تمہارے لیے بھی ملنگ صاحب کے [illegible] سے خدا سے دُعا مانگوں؟"

ماریا نے تھوڑی دیر غور کیا۔ پھر کہنے لگی "ہاں بے شک — میں تمہارے ساتھ ہی جاؤں گی۔"

پاروتی بڑی خوش ہوئی۔ وہ ماریا کو ساتھ لے کر مزار کے پیچھے والے باغ میں آگئی۔ یہاں درختوں کے درمیان ایک خاموش جگہ پر چبوترہ بنا ہوا تھا۔ پاروتی اس چبوترے پر جا کر بیٹھ گئی اور آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگی۔ ماریا ایک طرف بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔ مزار کی سے قوالی کی آواز آ رہی تھی۔

پاروتی دیر تک آنکھیں بند کئے کچھ پڑھتی رہی۔ پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی شروع کی۔ دعا مانگنے کے بعد اس نے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ بڑے ادب سے چبوترے پر سے اٹھی اور ماریا کے پاس آ کر بولی۔

"آؤ ماریا — تم بھی میرے ساتھ ہی جاؤ گی۔"

دونوں مزار کے باغ میں سے نکل کر دریا کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چل پڑیں۔

ماریا نے اس سے کچھ نہ پوچھا۔ اس نے سوچا کہ یہ راز کی باتیں ہیں۔ کیا جانے پاروتی اسے نہ بتانا چاہتی ہو۔ دریا سے دو کوس پہلے ایک حسین باغ آ گیا۔ یہ ایک مغلیہ شہزادی کا باغ تھا اور اس میں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ باغ اس جگہ پر تھا جہاں آج کل موہنی روڈ نیا ہوٹل ہے۔ باغ کے دروازے پر دو مغل سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔

پاروتی اور ماریا چونکہ غیبی حالت میں تھیں اس لیے ان کو کوئی نہ دیکھ سکا۔ اور وہ باغ میں داخل ہو گئیں۔ یہ بڑا ہی خوب صورت باغ تھا اور جگہ جگہ فوارے بلند ہو رہے تھے۔ اور گلاب، چنبیلی کے پھول مہک رہے تھے۔

یہاں ایک جگہ پر گلاب کے پھولوں کے درمیان سنگ مرمر کا ایک ہاتھی بنا ہوا تھا۔ اس ہاتھی پر چڑھ کر مغل شہزادوں کے بچے کھیلا کرتے تھے پاروتی اس ہاتھی پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ پاروتی نے کہا:

"آنکھیں بند کر لو اور جب تک میں نہ کہوں

مت کھولنا ——— اچھا؟"

"اچھا" ماریا نے کہا اور آنکھیں بند کر لیں۔

آنکھیں بند کرنے کے تھوڑی دیر بعد ماریا کو یوں محسوس ہوا جیسے ہاتھی اسے لے کر اوپر اٹھ رہا ہو۔ پھر وہ ہوا میں ہاتھی کے ساتھ اڑنے لگی پھر اسے لگا کہ وہ ٹھنڈے بادلوں میں سے گزر رہی ہے۔ پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے گرم دھوپ اس کے چہرے پر پڑ رہی ہے اس کے بعد اس کے بادلوں کی گرج سنائی دی اور اس کے چہرے پر بارش کی ہلکی پھوار پڑنے لگی۔ ماریا نے آنکھیں بند رکھیں۔ وہ حیران اس لیے نہ ہوئی کہ اس سے پہلے بھی وہ اس قسم کے تجربوں سے گزر چکی تھی۔

ایک بار پھر اس کے چہرے پر دھوپ پڑنے لگی پھر ٹھنڈی ہوا کا احساس ہوا۔ اور اسے ایک گھنے جنگل کی خوشبو آئی جس میں صندل کی مہک تھی۔ ماریا کو لگا کہ وہ کسی صندل کے درختوں کے جنگل میں سے گزر رہی ہے اسے اپنے ہاتھی کے جسم کی گرمی محسوس ہونے لگی تھی تو کیا ہاتھی زندہ ہو گیا تھا؟ اس خیال کے ساتھ ہی اسے ہاتھی کی آواز سنائی دی۔

اور پھر پاروتی نے کہا۔

"ماریا آنکھیں کھول دو۔"

ماریا نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ایک جنگل میں سے گزر رہی ہے۔ ہاتھی زندہ تھا اور سونڈ اٹھائے اپنے بڑے بڑے کان لہراتا تیز تیز قدم اٹھاتا جنگل کے درختوں کے نیچے سے آگے بڑھ رہا تھا

ماریا نے پوچھا:

"پاروتی! کیا ہم ایک ہزار برس پیچھے آ گئے ہیں؟"

پاروتی بولی: "ہاں ماریا بہن —— یہ میرے راجہ باپ کے ملک کا جنگل ہے۔ میرا پچھلا جنم شروع ہو چکا ہے میں جب چھوٹی تھی تو اپنے راجہ باپ کے ساتھ ان جنگلوں میں شکار کھیلنے کے لیے آیا کرتی تھی!"

ماریا نے پاروتی کی طرف غور سے دیکھا۔ اس کی شکل ویسی ہی تھی۔ مگر اس کا لباس پہلے سے زیادہ خوبصورت اور شہزادیوں ایسا ہو گیا تھا۔ اس نے سونے کا زیور بھی پہن رکھا تھا۔ اور سر پہ سونے کا تاج تھا جس میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"پاروتی تم تو سچ مچ شہزادی بن گئی ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاروتی مسکرائی: "شہزادی نہیں راجکماری کہو —— میں اس ملک کے راجہ کی بیٹی راجکماری ہوں —— میرا ایک بھائی بھی ہے جو مجھ سے بڑا ہے۔ وہ راجکمار ہے اور میرے باپ کے مرنے کے بعد وہی تخت پر بیٹھتا تھا اس وقت تم جس ہاتھی پر بیٹھی ہو وہ میرے راجہ باپ کے شاہی محل کا خاص ہاتھی ہے۔ اور میں اس وقت جنگل کی سیر کر کے واپس اپنے محل میں جا رہی ہوں"

ماریا نے پوچھا: "کیا تمہیں اپنا وہ جنم یاد ہے جہاں سے اس وقت ہم دونوں آ رہی ہیں۔ یعنی لاہور کی زندگی؟"

"کیوں نہیں" پاروتی بولی "میں اس جنم کو کیسے بھلا سکتی ہوں۔ لیکن یہاں کسی کو معلوم نہیں ہے۔ تم بھی کسی سے لاہور والے میرے جنم کا ذکر نہ کرنا۔ یہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ میں راجہ کی بیٹی ہوں۔ ان کے شاہی محل میں پیدا ہوئی اور اب راجکماری بن کر عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہی ہوں"

ماریا نے کہا: "نہیں میں کسی سے تمہارے آنے والے جنم کے بارے میں بات نہیں کروں گی"

پاروتی بولی: "لوگوں کو اپنے پچھلے جنم کا پتہ نہیں ہوتا اور آنے والے جنم کا پتہ لگانا تو بڑا ہی مشکل کام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ لیکن یہ میری خوش قسمتی ہے۔ کہ لاہور کے عظیم بزرگ کی دعاؤں سے مجھے اپنے دونوں جنموں کا علم ہو گیا ہے۔"

ہاتھی جنگل سے نکل کر باہر آیا تو ماریا نے دور شہر کی ایک فصیل دیکھی جس کے اندر شاہی محل کے چاندی کے کلس اور برج دن کی روشنی میں چمک رہے تھے پاروتی نے شاہی محل کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

وہ دیکھو میرا شاہی محل۔ میں اس محل کے راجہ کی بیٹی ہوں۔ میری ماں مر چکی ہے اور راجہ باپ نے دوسری شادی کر لی ہوئی ہے۔"

پھر اس نے ماریا کی طرف دیکھا اور بولی۔

"اب میں غائب حالت میں نہیں ہوں۔ اب مجھے ہر کوئی دیکھ سکے گا۔ ہاں تم ابھی تک غائب ہو اور تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔"

وہ اسی طرح باتیں کرتی رہیں اور ہاتھی شہر کی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔ شہر کے دروازے میں کھڑے سپاہی لپک کر راجکماری کی طرف بڑھے۔ وہ ادب سے جھک گئے۔ ایک سپاہی نے بگل بجا کر راجکماری کے آنے کا اعلان کر دیا۔ اسی وقت ہاتھی کے ساتھ سیڑھی لگا دی

گئی ہے۔

پاروتی نے آہستہ سے کہا:

"ماریا۔ میرے ساتھ رہنا"

پاروتی کے ساتھ ماریا بھی سیڑھی اتر کر نیچے آ گئی فصیل کے دروازے میں سے دس بارہ غلام ایک تخت رواں اٹھائے ہوئے آ گئے۔ اس تخت پر سونے کی ایک کرسی رکھی تھی۔ پاروتی اس کرسی پر بیٹھ گئی۔ غلاموں نے وہ کرسی اپنے کاندھے پر اٹھا لی اور شہر کے دروازے میں سے اندر داخل ہو کر شاہی قلعے کی جانب روانہ ہو گئے۔

چار غلام آگے آگے ہٹو۔ بچو۔ ہٹو۔ بچو۔ کے نعرے لگاتے جا رہے تھے۔ لوگ راجکماری کے تخت کو آتا دیکھ کر ایک دم پرے پرے ہٹ جاتے اور جھک کر تعظیم بجا لاتے اور راجکماری کے نعرے لگاتے—

پاروتی نے کہا:

"ماریا — تم میرے ساتھ ہو ناں؟"

کیوں کہ پاروتی کو عنبر ناگ اور کیٹی کی طرح ماریا کی خوشبو نہیں آتی تھی۔

ماریا نے کہا: "ہاں پاروتی! میں تمہارے ساتھ ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں"

پاروتی نے سرگوشی کے انداز میں کہا:

"میں نے تمہیں سچ کہا تھا تاکر میں پچھلے جنم میں ایک شہزادی کے روپ میں زندگی بسر کر رہی ہوں اب تم نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے"

"ہاں پاروتی ——— مجھے تمہیں راجکماری کی شکل میں دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے"

راجکماری کی سواری جب شاہی محل میں داخل ہوئی تو اس کا باپ راجہ اپنے وزیروں اور امیروں کے ساتھ خود شاہی محل کی سیڑھیوں پر اس کا استقبال کرنے کے لیے کھڑا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنی بیٹی راجکماری پاروتی کو اپنے ساتھ لگا لیا اور اس کا سر چوم کر کہا

"بیٹی! تم ابھی اس طرح جنگل میں سیر کرنے نہ جایا کرو۔

تم صبح سے گئی ہوئی ہو اور میں صبح سے پریشان تھا"

پاروتی نے کہا: "پتا جی! آپ کی بیٹی بڑی بہادر ہے۔ اور پھر سپاہیوں کا ایک خاص دستہ خفیہ طور پر میری حفاظت بھی تو کر رہا ہوتا ہے"

راجہ بولا: "وہ تو ٹھیک ہے بیٹی لیکن پھر بھی

میرا دل تمہاری طرف سے پریشان ہوتا ہے۔ آئندہ تم اپنے راجکمار بھائی کے ساتھ جنگل میں جایا کرو"

"بہت اچھا پتا جی"

اور راجکماری پاروتی اپنے باپ کے ساتھ چلتی شاہی محل میں داخل ہو گئی۔ اس کی سوتیلی ماں بڑے کمرے میں چاندی کے بنے ہوئے دیوی کے بت کے آگے کھڑی تھی۔ اس نے مسکرا کر پاروتی کو دیکھا اور دور سے ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔

پاروتی نے مادیا سے کہا:

"یہ سب دکھاوا ہے مادیا۔ یہ میری سوتیلی ماں ہے میری اور میرے بھائی کی جانی دشمن ہے۔ اس کا ایک ہی لڑکا ہے جو چھوٹا ہے۔ یہ چاہتی ہے کہ کسی طرح میرے راجکمار بھائی کو قتل کرا کر اپنے بیٹے کو راج گدی پر بٹھا دے اور یہ کسی ایسی ترکیب کی تلاش میں ہے کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے ——— "

مادیا نے کہا: "میں سمجھ گئی ہوں پاروتی ———"

سوتیلی ماں یعنی راج رانی نے پاروتی کو سینے سے لگا لیا اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بیٹی! یہ تم کسی سے باتیں کر رہی تھیں"
راجکماری نے مسکرا کر کہا: "کسی سے نہیں ماتا جی"
راج رانی نے کہا:
مگر تمہارے ہونٹ ہل رہے تھے۔ میں نے خود دیکھے ہیں۔
کیا تم اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھیں؟
"نہیں تو ماتا جی!"
پاروتی نے کہا اور جب راج رانی اسے ساتھ لے کر شاہی محل کے اندر ہی بنے ہوئے چاندی اور ہاتھی دانت کے ایک چھوٹے سے مندر میں داخل ہوئی تو پاروتی تھوڑا سا پیچھے رہ گئی۔ اس نے سرگوشی کی۔
دیکھا ماریا — میری سوتیلی ماں کی نظر کس قدر تیز ہے۔"
ہاں — دیکھ رہی ہوں"
پاروتی کی سوتیلی ماں یعنی راج رانی نے پیچھے مڑ کر کہا
"پاروتی — ادھر آؤ اور بھگوان کرشن کے آگے آرتی اتارو —"
پاروتی کا اب ان باتوں پہ عقیدہ نہیں رہا تھا۔ اسے بتوں کی پوجا سے بھی نفرت ہو گئی تھی۔

لاہور میں ملنگ صاحب کی برکت سے پاروتی کے دل میں اسلام کی شمع آہستہ آہستہ روشن ہو رہی تھی۔ مگر ابھی اس نے کھل کر اسلام قبول نہیں تھا اور مجبور ہو کر اپنے ماں باپ کے مذہب پر قائم تھی۔
چنانچہ اس نے کانسی کی تھالی میں گھی کے چار دیئے روشن کیے۔ پھول رکھے۔ اور کرشن کی مورتی کے سامنے کھڑے ہو کر تھالی کو مورتی کے سامنے گول دائرے میں چکر دیتے ہوئے اس کی آرتی اتارنے لگی
وہ رات ماریا نے شاہی محل کے ایک شاندار کمرے میں گزاری۔ راجکماری پاروتی کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھی رہی۔ وہ دروازہ بند کر کے باتیں کرتی رہیں۔ ماریا کا خیال تھا کہ وہ شہر میں گھوم پھر کر عنبر اور ناگ کو تلاش کرنے جائے گی۔ پاروتی نے کہا:
لیکن رات کو واپس شاہی محل میں ضرور آ جانا۔ اگر عنبر ناگ تمہیں مل بھی گئے تو بھی شاہی محل میں آ جانا بے شک ان کو ساتھ لے کر آ جانا۔"
ماریا نے کہا: "تمہارے پاس نہیں آؤں گی تو اور کہاں جاؤں گی پاروتی — تم تو اب مجھے سہیلی سے بڑھ کر اپنی بہن کی طرح پیاری ہو گئی ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاروتی نے کہا: "اچھا اب میں جاتی ہوں۔ خدا حافظ"

"خدا حافظ!"

جونہی راجکماری پاروتی ماریا کے کمرے سے باہر نکلی ایک درباری جلدی سے دیوار کے ساتھ والے ستون کے پیچھے ہو گیا۔ پاروتی شاہی محل کے برآمدے سے گزر گئی۔ تو وہ آدمی ستون کے پیچھے سے باہر نکلا۔ اس کی لمبی لمبی مونچھیں تھیں اور آنکھوں کے اوپر گھنی بھنویں تھیں اس شاہی محل کے خاص نوکروں ایسا لباس پہن رکھا تھا۔ پاروتی کے جانے کے بعد اس آدمی نے دروازے کی درز میں سے اندر دیکھا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے اندر کو دھکیلا مگر دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ حیران ہوا کہ جب اندر کوئی نہیں ہے تو پھر دروازہ اندر سے کس نے بند کیا ہے؟

ضرور یہ وہی عورت ہوگی جس کے ساتھ پاروتی تنہائی میں باتیں کر رہی تھی۔ اور وہ عورت اب چھپ گئی ہے

یہ آدمی بھاگ کر پاروتی کی سوتیلی ماں کے کمرے میں آیا اور اسے ساری بات سنائی۔ رانی کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ اس نے کہا:

"کیا تم نے خود کسی عورت کے ساتھ پاروتی

کو باتیں کرتے دیکھا ہے؟"

وہ درباری جاسوس بولا۔ "راج رانی! میں نے دیکھا نہیں لیکن کمرے میں ایک عورت کی آواز ضرور سنی ہے جو راجکماری پاروتی سے باتیں کر رہی تھی۔"

"پھر"؟

پھر جب راجکماری کمرے سے نکل گئی تو میں نے درز میں سے جھانک کر دیکھا۔ کمرہ خالی تھا۔

"پھر؟" راج رانی نے پوچھا۔

درباری جاسوس بولا۔

جب میں نے دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا کہ اندر جا کر خفیہ عورت کو تلاش کروں جو چھپ کر ہمارے شاہی محل میں آگئی ہے تو دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند تھا

"کیا اندر سے کنڈی لگی تھی؟"

"ہاں راج رانی جی"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"بالکل سچ کہہ رہا ہوں راج رانی! اگر یقین نہ آئے تو آپ خود کسی وقت چھپ کر اس خفیہ عورت کی آواز سن سکتی ہیں۔ میرا خیال ہے کل رات اسی وقت راجکماری پھر اسی کمرے میں جائے گی اور اس خفیہ عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے باتیں کرے گی۔"

راج رانی بولی: "ٹھیک ہے تم جاؤ۔ اور سنو۔ خبردار کسی سے بات نہ کرنا۔"

"جو حکم راج رانی جی!"

اور وہ درباری جاسوس تعظیم بجا لا کر راج رانی کے کمرے سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد راج رانی سوچ میں پڑ گئی کہ یہ راجکماری پاروتی چھپ چھپ کر کس عورت سے راتوں کو باتیں کرتی ہے؟ چونکہ راج رانی کے دل میں خود چور تھا اس لیے اسے شک ہوا کہ کہیں اسے اس کی سازش کا پتہ تو نہیں چل گیا ہے اور اس نے کہیں کسی ایسی عورت کو ایک کمرے میں بند تو نہیں رکھ لیا۔ جو چھپ چھپ کر راجکمار کی حفاظت کرے گی؟"

راج رانی نے راجکمار کو قتل کر کے اپنے بیٹے کو راج گدی پر بٹھانے کی جو خونی سازش تیار کی تھی اس میں اس کا ساتھی دربار کا وزیر بھی تھا۔ جس کو راج رانی نے یہ لالچ دیا تھا کہ اپنے بیٹے کو راج گدی پر بٹھانے کے بعد راجہ کا بھی کام تمام کر دے گی۔ اور پھر وزیر سے شادی کر کے اسے راجہ بنا دے گی۔ وزیر اسی

جھانسے میں آ گیا تھا۔

راج رانی اسی وقت چھپ کر وزیر کے کمرے میں گئی۔ اور اسے جا کر ساری بات بیان کی۔ وہ پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ خفیہ عورت کون ہو سکتی ہے؟"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا دریا میں کود گئی

راج رانی نے کہا،

"ہمیں کل رات خود اس معاملے کی تحقیق کرنی ہوگی۔ ہم چھپ کر اس کمرے میں دیکھیں گے۔ کہ راجکماری کس کے ساتھ باتیں کرتی ہے اور کیا باتیں کرتی ہے۔ اگر اسے کسی طرح ہماری سازش کا علم ہو گیا تو یہ بہت بُری بات ہوگی۔ ہمارا سارا کام چوپٹ ہو جائے گا۔"

وزیر نے کہا "راج رانی! آپ پریشان نہ ہوں آپ کو میرے ساتھ کمرے میں چھپنے کی ضرورت نہیں ہے میں خود رات کو وہاں اکیلا چھپ کر بیٹھوں گا۔ آپ بے فکر رہیں،

اگر کوئی باہر کی عورت ہوئی تو میں اسے وہیں قتل کر دوں گا"

راج رانی نے کہا کر: "راجکماری کو اس کا علم

نہیں ہونا چاہیے۔

ہرگز علم نہیں ہوگا۔ میں اس کے جانے کے بعد اس خفیہ عورت کو قتل کروں گا۔

راج رانی واپس چلی گئی۔

دوسری رات شام ہونے سے پہلے ہی وزیر ماریا کے کمرے میں دیوار کے بھاری پردوں کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ ماریا اس وقت پاروتی کے ساتھ باغ میں سیر کر رہی تھی۔ وہ سارا دن شہر میں گھومتی رہی تھی اور عنبر ناگ کی تلاش میں رہی تھی۔ اسے عنبر اور ناگ جگہ دکھائی نہیں دیتے تھے۔"

جب رات گہری ہو گئی تو ماریا نے پاروتی سے کہا کہ

"میں اب اپنے کمرے میں جاتی ہوں"

پاروتی بولی: "کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟"

ماریا نے کہا:

"نہیں میں خود ہی چلی جاؤں گی۔ اب مجھے محل میں اپنے کمرے کا راستہ آ گیا ہے"

راجکماری پاروتی سے الگ ہو کر ماریا شاہی محل کے برآمدے سے گزری۔ سیڑھیوں پر سے ہوتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔ اس نے آہستہ سے دروازہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ اس کے کمرے کی دیوار کے پردے کے پیچھے وزیر چھپا ہوا ہے۔

وزیر بھی چوکس ہو گیا تھا۔ پردے میں اس نے چھوٹا سا سوراخ کر لیا تھا جس میں سے اسے کمرے کا سارا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو سوراخ کے ساتھ آنکھ لگا دی۔

کیا دیکھتا ہے کہ دروازہ اپنے آپ کھل کر اپنے آپ بند ہو گیا ہے۔ پھر اپنے آپ ہی اس کی کنڈی لگ گئی وزیر ڈر گیا۔ حیران ہوا پریشان بھی ہوا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ دروازے پر کنڈی لگانے والا نظر کیوں نہیں آتا۔؟

اس نے کان کھڑے کر لیے۔ اسے کمرے میں کسی کے قدموں کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ کمرے میں کونے والی شمع روشن تھی۔ اچانک دوسرے کونے والی شمع بھی اپنے آپ روشن ہو گئی یہ شمع ماریا نے روشن کی تھی کیونکہ اسے کمرے میں اندھیرا سا لگ رہا تھا۔

ماریا پلنگ پر آ کر بیٹھ گئی وزیر نے دیکھا کہ پلنگ کا گدیلا ایک جگہ سے نیچے ہو گیا ہے جیسے کوئی اس پر آ کر بیٹھ گیا ہے۔ ماریا کو ہلکی سی پیاس محسوس ہوئی پلنگ کے پاس ہی چاندی کی تپائی پر صراحی اور گلاس رکھا تھا۔

وزیر نے دیکھا کہ تپائی پر رکھا ہوا گلاس اپنے آپ اوپر کو اٹھا ہوا میں ایک جگہ پہنچ کر سیدھا ہو گیا۔ پھر پانی کی صراحی اپنے آپ اٹھی اور اس میں سے گلاس میں پانی گرنے لگا۔ گلاس بھر گیا تو صراحی واپس تپائی پر آ گئی۔ اور پھر گلاس ایک طرف کو جھکا اور اس کا سارا پانی آہستہ آہستہ ختم ہو گیا۔ جیسے کوئی غیبی چیز اس پانی کو پی گیا ہو۔ وزیر کا خوف کے مارے جسم ٹھنڈا پڑ گیا ضرور اس کمرے میں کوئی بھوت یا چڑیل آ گئی۔ ہے ماریا کو گرمی سی لگی وہ اٹھی اور کھڑکی کی طرف آ گئی

وزیر پردے کے سوراخ میں آنکھ لگائے برابر کمرے میں دیکھ رہا تھا۔ اب اس کی پھٹی پھٹی آنکھوں کے سامنے کمرے کی کھڑکی اپنے آپ ہی کھل گئی اور تازہ ہوا اندر آنے لگی۔ اور ریشمی پردہ لہرانے لگا۔

"ہے بھگوان میں کیا دیکھ رہا ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے منہ سے نکل گیا۔ اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔ وزیر چونکا ہو کر پردے کے سوراخ میں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

دروازہ خود بخود کنڈی اترنے سے کھل گیا۔ اور راجکاری پاروتی اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک سرخ سیب تھا۔

اس نے آتے ہی کہا:

دیکھو ماریا میں تمہارے لیے ایک بڑا سیب میٹھا سرخ لائی ہوں"

وزیر کو ایک دوسری عورت کی آواز سنائی دی

"شکریہ پاروتی ——— یہاں رکھ دو۔ میں رات کو سونے سے پہلے کھاؤں گی۔

پاروتی نے کہا —" کیا کل صبح بھی عنبر ناگ کو تلاش کرنے جاؤ گی ؟"

"ہاں ضرور جاؤں گی۔ مجھے سارے شہر میں انہیں ڈھونڈھنا ہوگا۔ جب تک کہ مجھے یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ یہاں نہیں ہیں"

پاروتی نے کہا" میری دعا ہے کہ وہ تمہیں مل جائیں"

وزیر نے خفیہ عورت کی آواز سنی۔"

راج رانی کس حال میں ہے ؟

پاروتی نے کہا" ابھی اس نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی"

وزیر کے کان کھڑے ہو گئے۔ خفیہ عورت کی آواز نے کہا:

"جب بھی کوئی ایسی ویسی بات ہوئی مجھے بتا دینا"

تمہیں سب سے پہلے بتاؤں گی۔ اچھا اب تم آرام کرو۔ خدا حافظ!"

ماریا نے کہا۔ "خدا حافظ"

راجکاری جاتے جاتے رک گئی۔

"ماریا ——— کیا تم چاندنی رات میں تھوڑی دیر شاہی باغ کی سیر نہ کرو گی۔ آؤ تمہیں دکھاؤں"

چاندنی رات میں سفید مور ناچ رہے ہیں۔"

ماریا نے کہا: اچھا۔ تھوڑی دیر کو سیر کر لیتی ہوں"

اور وزیر نے دیکھا کہ راجکاری باہر نکل گئی۔ اس کے بعد کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی یقیناً خفیہ عورت بھی اس کے ساتھ ہی باہر نکل گئی تھی۔

وزیر نے موقع غنیمت جانا اور پردے کے پیچھے سے نکل کر جلدی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا اس نے دروازہ بند کر دیا اور سیدھا راج رانی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے کی طرف چلا۔ اس کا دماغ اس حیران کر دینے والے واقعے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ راج رانی جاگ رہی تھی۔

وزیر نے پیغام بھجوایا۔ راج رانی نے فوراً" اسے بلا لیا۔ اور ساری کنیزوں کو کمرے سے نکال دیا۔ جب وہاں تنہائی ہو گئی تو اس نے وزیر سے پوچھا

"کیا آپ نے کوئی نئی بات دیکھی وزیر صاحب؟"

وزیر نے لمبا سانس بھر کر کہا:

"راج رانی! میں نے ایک ایسی بات دیکھی ہے جو اگر کوئی دوسرا آدمی دیکھ لیتا تو غش کھا کر گر پڑتا"

"کیا مطلب ہے آپ کا، آپ نے کیا دیکھا ہے؟"

راج رانی نے پوچھا۔ وزیر نے شروع سے آخر تک جو کچھ دیکھا تھا۔ سارے کا سارا واقعہ بتا دیا۔ راج رانی کا چہرہ بھی اُتر گیا۔ وہ نظر آنے والے دشمن کو قتل بھی کرا سکتی تھی۔ مگر جو دشمن نظر ہی نہ آتا ہو اس کے خلاف کیا کارروائی کر سکتی تھی بھلا؟ وزیر نے کہا:

"یہ کوئی بھوت یا چڑیل ہے جو راجکماری کی دوست بن کر شاہی محل میں آ کر رہنے لگی ہے۔ وہ اس شہر میں اپنے ساتھی بھوتوں کی تلاش میں آئی ہے۔ جن میں سے ایک بھوت کا نام عنبر اور دوسرے بھوت کا نام

ناگ ہے۔"

راج رانی نے کہا: "مگر وہ راجکماری کی دوست کیسے بن گئی۔؟"

وزیر نے کہا: "راجکماری کو جو دوپہر کو جنگل کی سیر کرنے کی عادت ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا ہے۔ شاید آپ نہیں جانتیں راج رانی کہ جنگل میں دوپہر کے وقت چڑیلیں سیر کرنے نکل آیا کرتی ہیں وہ یا تو اپنے سامنے آنے والے انسان کو کھا جاتی ہیں اور یا پھر ان کی دوست بن جاتی ہیں مجھے یقین ہے کہ راجکماری نے بھی جنگل میں دوپہر کو سیر کرتے وقت اسی چڑیل کو اپنی دوست بنا لیا ہے۔"

راج رانی نے پوچھا۔ "کیا وہ میرے بارے میں بھی کوئی بات کر رہی تھی؟"

وزیر بولا: "جی ہاں — چڑیل نے خود پوچھا تھا کہ راج رانی کا کیا حال ہے؟"

"پھر؟" راج رانی کے چہرے پر پریشانی تھی۔

وزیر نے کہا: پھر راجکماری نے کہا:

کہ ابھی تک راج رانی نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔

"پھر — اس خبیث عورت نے کیا کہا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُس نے کہا کہ اگر وہ کوئی ایسی ویسی حرکت کرے تو مجھے ضرور خبر کر دینا۔

راج رانی نے دونوں ہاتھ زور سے بھینچ لیے۔ اس کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہو رہا ہے۔

اس نے دانت پیستے ہوئے کہا:

"بہت بُرا ہوا۔ ہماری سازش کا راجکماری کو علم ہو گیا ہے۔ مگر یہ کیسے ہوا؟

وزیر نے کہا: ہم نے تو کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ ہو سکتا ہے

راجکماری پاروتی نے کہیں سے کسی وقت ہمیں محل میں باتیں کرتے سن لیا ہو"

راج رانی کہنے لگی:

"مگر اب ہمیں کیا کرنا ہوگا۔؟ اب تو ایک غیبی عورت جو ہو سکتا ہے۔ چڑیل ہو اس کے ساتھ ہے"

وزیر جو وہاں ڈر گیا تھا۔ یہاں راج رانی کے سامنے سینہ پھلا کر بولا:

"مہارانی! آپ کیوں فکر کرتی ہیں۔ آخر میں کس لیے ہوں؟"

راج رانی نے کہا: "آپ کیا کریں گے۔ آپ ایک چڑیل کا کیسے مقابلہ کریں گے وزیر صاحب؟"

وزیر بولا: "میں چڑیل کا مقابلہ بھوت سے کروں گا"

"کیا مطلب؟" راج رانی نے تعجب سے پوچھا۔

وزیر نے کہا: "آخر ہم نے راج دربار کے شاہی پروہت کو کس لیے پال پوس کر اتنا موٹا کیا ہے اس کو بڑے ٹونے ٹوٹکے یاد ہیں۔ وہ اپنے جادو کے زور سے اس چڑیل کو قابو میں کر کے ضرور ہلاک کر دے گا"

راج رانی کا چہرہ ایکدم خوشی سے کھل اٹھا۔

"آپ نے بڑی اچھی ترکیب سوچی ہے وزیر صاحب ہم ایسا ہی کریں گے۔ مگر شاہی پروہت کو یہی کہا جائیگا کہ شاہی محل کے ایک کمرے میں کوئی بھوت آ گیا ہے اس کو قابو میں کر کے نیست و نابود کر دیا جائے"

وزیر نے کہا "میں ابھی اس سے جا کر بات ہوں"

"لیکن یاد رکھیں۔ اس کے علاوہ اسے کسی بات کی خبر نہ ہو" راج رانی نے کہا۔ "اور راجکماری پاروتی کو بھی یہی کہا جائے کہ کسی نوکر نے اس کمرے میں قدموں کے چاپ کی آواز سنی ہے اور اپنے آپ چیزوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو اوپر اٹھتے دیکھا ہے۔ اسی لیے ہم بھوت کو شاہی محل سے پاک کرنا چاہتے ہیں"

"ایسا ہی ہوگا۔ آپ گھبرائیں نہیں"

وزیر اپنی خواب گاہ میں آ گیا۔ راجہ رانی کو علم نہیں تھا۔ وزیر نے بھی اسے نہیں بتایا تھا۔ کہ اس نے شاہی پروہت کو بھی اپنی خونی سازش میں شریک کر رکھا تھا۔ اور وہ شاہی پروہت کے بجوم کے مشوروں سے کوئی کام کرتا تھا۔ اس نے شاہی پروہت کو یہ لالچ دیا تھا کہ وہ اسے راجہ بننے کے بعد اپنا وزیر بنا لے گا۔

اپنی خواب گاہ میں آتے ہی وزیر نے ایک ملازم بھیج کر شاہی پروہت کو بلایا۔ شاہی پروہت اپنی باہر کو نکلی ہوئی توند کو سنبھالتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور جھک کر سلام کر کے بولا۔

"مہاراج نے کس لیے یاد کیا اس خاکسار کو؟"

وزیر نے ہاتھ کے اشارے سے شاہی پروہت کو بیٹھنے کے لیے کہا۔

شاہی پروہت ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ اتنا موٹا تھا کہ اس کے بیٹھنے سے کرسی بھی بیٹھ گئی۔

وزیر نے کہا: "سنو شاستری جی!"

اور پھر اس نے شروع سے لے کر آخیر تک شاہی پروہت کو بھی ساری کہانی بیان کر دی۔ شاہی پروہت کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آ گئی۔

ساری بات سن کر اس نے کہا:

"منتری جی! یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ میں نے تجربے بھوتوں اور چڑیلوں کو ایک پل میں بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ چڑیل تو میرے تالی بجانے سے ہی بھاگ جاتے گی"

"وزیر بولا: ہمیں چڑیل کو بھگانا نہیں ہے بلکہ اسے ہلاک کرنا ہے۔ کیا آپ اسے ہلاک کر سکتے ہیں؟ یاد رکھیں۔ اگر اس چڑیل کو ہلاک نہ کیا گیا تو نہ تو آپ وزیر بن سکیں گے اور نہ میں راجہ بن سکوں گا"

شاہی پروہت بولا "منتری جی! میرے پاس ایسا ایسا منتر ہے کہ میں اسے پڑھ کر پھونکوں گا تو چڑیل جہاں کہیں بھی ہوگی جل کر بھسم ہو جاتے گی"

وزیر نے خوش ہو کر کہا: "یہی ہم چاہتے ہیں اب آپ تیار ہو جائیں۔ ہم رات کے وقت جب سب سوئے ہوں یہ کام کریں گے"

شاہی پروہت نے کہا: "اس کے لیے رات کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پچھلا پہر یعنی جب رات ڈھل رہی ہو تو ٹھیک رہیگا
کیونکہ جادو کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پچھلی رات کو
چڑیلوں کی طاقت آدھی رہ جاتی ہے"

"بالکل ٹھیک ہے۔ آپ اپنے سارے منتر یاد
کر لیں اور رات کے پچھلے پہر کو میرے کمرے میں آ
جائیں۔ میں آپ کا انتظار کروں گا۔ یہاں سے میں آپ
کو محل کے اس کمرے میں لے چلوں گا۔ جہاں چڑیل نے
بسیرا کر رکھا ہے"

"کوئی بات نہیں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں
رات کے پچھلے پہر یہاں پہنچ جاؤں گا۔"

شاہی پروہت چلا گیا تو وزیر سیدھا واپس راج رانی
کے کمرے میں آ گیا۔ اس نے شاہی پروہت کے ساتھ جو
باتیں ہوئی تھیں راج رانی کو بتا دیں۔ راج رانی نے کہا:

"یہ کام تم دونوں کو بڑی راز داری سے کرنا ہو گا
اگر کسی کو پتہ چل بھی گیا تو یہی کہنا کہ شاہی محل کے
اس کمرے میں کوئی بھوت آ گیا ہے تم اس کو نکال رہے
ہو لیکن یاد رہے۔ اس چڑیل کو قابو نہیں کرنا بلکہ جلا کر
راکھ کر دینا ہے۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری —
اور ہمارے لیے راستہ صاف ہو جائے"

"بھگوان نے چاہا تو ایسا ہی ہو گا راج رانی جی! اب
میں جاتا ہوں۔ صبح ہونے سے پہلے آپ کو چڑیل کے
ہلاک کر دیئے جانے کی خوش خبری سناؤں گا"

راج رانی نے کہا: "میں آپ کی خوش خبری کا بے چینی
سے انتظار کروں گی"

رات کا پچھلا پہر گزر رہا تھا۔

شاہی محل میں سب لوگ سو رہے تھے۔ صرف
پہرے دار جاگ کر محل میں پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا
بھی اپنے کمرے میں سو گئی تھی۔ اگرچہ اسے سونے کی
ضرورت نہیں محسوس ہوتی تھی۔ لیکن شاہی محل میں چونکہ
اسے آرام بہت تھا۔ اس لیے وہ سو گئی تھی۔

محل کی دوسری منزل کے برآمدے میں کہیں کہیں شمع
جل رہی تھی۔ اس ہلکی روشنی اور ہلکے اندھیرے میں دو
سائے ماریا کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان میں
ایک وزیر تھا۔ اور دوسرا شاہی پروہت تھا۔ وزیر ماریا
کے کمرے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے شاہی پروہت
کے کان میں کہا:

"یہ ہے وہ کمرہ جس کے اندر بھوت یا چڑیل رہتی ہے
جو ہماری دشمن ہے اور ہمارے راستے کی سب سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی رکاوٹ ہے"

شاہی پروہت نے کمرے کو اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"منتری جی! مجھے اس کمرے کی چھت پر جانا ہوگا، آپ بھی میرے ساتھ۔ میں نے اس کی چھت دیکھی ہوئی ہے۔ وہاں ایک خفیہ روشندان بنا ہوا ہے۔ جس میں سے باہر کی تازہ ہوا کمرے میں آیا کرتی ہے"

اور شاہی پروہت وزیر کو ساتھ لے کر محل کی سیڑھیاں چڑھ کر بادیا کے کمرے کی چھت پر آگیا۔ آسمان پر تارے ٹمٹمانے لگے تھے۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کہیں سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی آج سے ایک ہزار سال پہلے اتنے کتے بھی نہیں ہوا کرتے تھے کہ وہ راتوں کو بھونک بھونک کر لوگوں کی نیند حرام کریں۔

شاہی پروہت اپنے ساتھ ہینگ اور سیندھور اور ہرمل بھی لایا تھا۔ اصل میں یہ ایک ایسا پروہت تھا جس کو چڑیلوں اور بھوتوں کو قابو کرنے کے ٹونے یاد تھے وہ کسی بھوت یا چڑیل کو ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تو اس نے وزیر کے سامنے یونہی ڈھینگ ماری تھی۔ کہ وہ چڑیل کو جلا کر بھسم کر دے گا۔

اس نے وزیر سے کہا:

"اس کونے میں چھت کا روشندان ہے"

کونے میں لکڑی کا ایک چھوٹا سا چوکٹا لگا ہوا تھا جس میں سنگ مرمر کی باریک جالی لگی تھی۔ شاہی پروہت نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہی وہ روشندان ہے۔ میرے پاس یہاں بیٹھ جائیں۔ میں منتر پڑھنے لگا ہوں جب تک میں منتر پڑھوں مجھ سے کوئی بات نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے"

یہ کہہ کر وزیر بھی شاہی پروہت کے ساتھ اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ شاہی پروہت نے آلتی پالتی ماری اور منہ میں منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک وہ منتر پڑھتا رہا۔ پھر اس نے دو پتھروں کو رگڑ کر اس میں سے آگ پیدا کی۔ تھالی میں سیندھور، ہرمل اور ہینگ ڈالی اور اوپر ایک سفید سفوف ڈال کر اس میں آگ لگا دی۔ تھالی میں سے بڑا تیز اور آنکھوں کو چبھنے والا دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔

شاہی پروہت نے روشندان میں سے جھانک کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے دیکھا۔ کمرے میں شمع روشن تھی۔ اس کی روشنی میں پلنگ خالی تھا۔ مگر اس پر ماریا سو رہی تھی جو کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ پروہت نے تھالی میں سے جلتا ہوا ہرمل اور سیندور اٹھا کر جالی میں سے نیچے پھینک دیا۔ اسی وقت سچ مچ ماریا کی آنکھ لگ گئی تھی۔

کمرے میں ہرمل اور سیندور سفوف کا بہت ہی تیزی سے پھیلنے والا خطرناک اور کڑوا دھواں پھیل گیا شاہی پروہت نے وزیر سے کہا:

اس دھوئیں کا بڑی سے بڑی چڑیل اور بھوت مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ صرف دھواں ہی نہیں ہے بلکہ اس میں میرے منتروں کا جادو بھی شامل ہو گیا ہے۔"

ماریا بے خبر ہو کر پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اچانک اس کو کھانسی آنے لگی۔ اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں چاروں طرف دھواں بھرا ہوا تھا۔ یہ دھواں اس قدر کڑوا اور زہریلا تھا کہ اس کا سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہونے ہی والی تھی کہ اسے کمرے کی کھڑکی کا خیال آ گیا۔ جو شاہی باغ کی طرف کھلتی تھی ماریا سے اور کچھ نہ ہوا تو وہ پلنگ سے چھلانگ لگا کر

اٹھی اور اندازے سے سیدھی کمرے کی کھڑکی کی طرف بھاگی۔ کھڑکی بند تھی اس نے زور سے کھڑکی پر ہاتھ ا[illegible] کھڑکی ٹوٹ گئی۔

اور ماریا نے کھڑکی میں سے باہر چھلانگ لگا دی۔ [illegible] کھڑکی دوسری منزل پر تھی۔ ماریا ہوا میں تیرتی ہوئی بڑے آرام سے نیچے باغ میں گر پڑی۔ تازہ ہوا کی وجہ سے ا[illegible] کی سانس تھوڑی ٹھیک ہوئی تھی مگر ابھی تک ہرمل او[illegible] سیندور کی وجہ سے اس کے جسم کے اندر جیسے کسی نے آگ لگا دی تھی۔ اسے ٹھنڈے پانی کی ضرورت تھی۔ مگر ٹھنڈا پانی وہاں کہیں بھی نہ تھا۔ اسے دریا کا خیال آگیا جو شاہی محل سے تھوڑے فاصلے پر بہتا تھا

ماریا زمین سے اچھلی اور دریا کی طرف اڑنے لگی اس کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں اور اس کا جسم [illegible] جل رہا تھا جیسے کسی نے اس کے خون میں آگ کے انگارے بھر دیئے ہوں۔

اس نے اڑتے اڑتے اپنی رفتار تیز کر دی۔ سامنے شہر کی فصیل آگئی۔ اس نے شہر کی دیوار کو پھلانگا اور باہر آ کر ستاروں کی روشنی میں تھوڑی سی آنکھ کھول کر دیکھا کہ سامنے دریا دودھ کی نہر کی طرح بہہ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا زمین سے دس فٹ کی بلندی پر اڑتی ہوئی دریا کی طرف تیز رفتاری سے آئی اور اس نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔ دریا میں گرتے ہی اس کو ٹھنڈ پڑ گئی۔

شاہی محل کی چھت پر روشندان کے پاس بیٹھے بیٹھے شاہی پروہت اور وزیر نے کھڑکی کے ٹوٹنے کی آواز سنی تو ایکدم چونک پڑے۔

شاہی پروہت نے کہا:

"چڑیل کو آگ لگ گئی ہے۔ وہ کھڑکی توڑ کر باہر کو بھاگی ہے۔ وہ دریا کی طرف بھاگی ہوگی۔ مگر دریا پر پہنچنے سے پہلے ہی جل کر بھسم ہو جائے گی۔"

وزیر نے جلدی سے اٹھ کر کہا:

"میرے ساتھ نیچے چلو"

ماریا کے کمرے سے سارا دھواں نکل چکا تھا۔ وزیر اور پروہت ٹوٹی ہوئی کھڑکی کو غور سے دیکھنے لگے۔ شاہی پروہت کے چہرے پر فتح مندی اور غرور تھا۔ اس نے وزیر کی طرف دیکھ کر کہا:

"منتری جی! ہمارے منتر کبھی خالی نہیں جاتے دیکھا۔ چڑیل کو کیسے بھگا دیا۔ وہ کھڑکی توڑ کر بھاگ گئی

ہے۔ مگر وہ دریا کے راستے میں ہی جل کر بھسم ہو گئی آئیے چل کر دیکھتے ہیں"

وہ دونوں خاموشی سے محل سے باہر آگئے۔

سب سے پہلے وہ شاہی محل کے ماریا والے کمرے کی کھڑکی کے نیچے آئے۔ وہاں گھاس پر کسی کے گرنے یا جلنے کا نشان نہیں تھا۔ شاہی پروہت نے کہا

"چڑیل کو جب آگ لگ جاتی ہے تو وہ زمین سے بلند ہو کر ہوا میں اڑتی ہے۔ آئیے دریا تک اس کا سراغ لگاتے ہیں"

وزیر اور شاہی پروہت باغ میں سے گزر کر شہر کی فصیل کو ٹھیک اسی سیدھ میں پار کر کے دریا کی طرف چلے۔ اب صبح ہو رہی تھی اور پچھلے پہر کی روشنی میں ہر شے نکھر کر نظر آنا شروع ہو گئی تھی۔

شاہی پروہت کی خوش قسمتی یہ کہیے کہ دریا کے کنارے ایک جگہ دو روز پہلے کچھ خانہ بدوش اپنا ڈیرا اٹھا کر کوچ کر گئے تھے۔ جہاں وہ آگ جلایا کرتے تھے وہاں زمین پر ابھی تک جلی ہوئی گھاس اور راکھ دیکھ کر نعرہ لگایا۔

"مہا منتری جی! یہ دیکھیں چڑیل جل کر یہاں بھسم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھی ۔"

وزیر نے جھک کر دیکھا تو واقعی وہاں جلی ہوئی گھاس اور راکھ پڑی تھی ۔ وہ بہت خوش ہوا ۔ اس نے شاہی پروہت کو بے اختیار گلے سے لگانا چاہا، مگر بیچ میں پروہت کا بڑھا ہوا موٹا پیٹ آ گیا جس کی وجہ سے وزیر اس کو گلے نہ لگا سکا ۔ صرف ان کے بازو ہی ایک دوسرے سے مل سکے ۔

"شاستری جی! تم نے آج وہ کام کر دکھایا ہے کہ جس نے تمہیں میری اور راج رانی کی نظروں میں بے حد اونچا کر دیا ہے اور ہمارے راستے کے سارے کانٹے صاف ہو گئے ہیں۔ آؤ چل کر راج رانی کو یہ خوش خبری سناتا ہوں" مگر تمہیں محل میں جاتے ہی الگ ہو جانا ہوگا۔"

وہ دونوں وہاں سے واپس پلٹے اور فصیل کے دروازے میں سے گزر کر سیدھے راج محل میں راج رانی کے کمرے کے باہر آ کر رک گئے ۔ وزیر نے پہرہ دینے والی کنیز کے ہاتھوں اندر پیغام بھجوایا راج رانی بڑی بے چینی سے وزیر کے آنے کا انتظار کر رہی تھی ۔ بھلا اسے کہاں نیند آ سکتی تھی ۔ اس نے

کنیز سے کہا کہ وزیر صاحب کو فوراً اندر بلاؤ ۔ وزیر نے شاہی پروہت کو وہیں سے الگ کر دیا تھا ۔ کیونکہ اس نے راج رانی کو یہی کہہ رکھا تھا کہ شاہی پروہت ان کی کوئی سازش میں شریک نہیں ہے ۔

راج رانی بے تابی سے ہاتھ مل رہی تھی ۔

"کیا ہوا منتری جی؟"

وزیر کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر کچھ حوصلہ ہو گیا تھا ۔ وہ کہنے لگا:

"راج رانی کی جے ہو ۔ شاہی پروہت کے منتروں نے شاہی محل میں گھسی ہوئی چڑیل اور ہماری دشمن کو جلا کر بھسم کر ڈالا ہے ۔"

راج رانی نے جلدی سے پوچھا ۔

"کیا آپ نے اس کی جلی ہوئی لاش اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟"

"جی ہاں راج رانی ___ میں نے اپنی ان آنکھوں سے چڑیل کی لاش کی راکھ اور اس کے جسم کی جلی ہوئی ہڈیاں اور بھسم ہوئی کھال دیکھی ہے ۔ وہ تو جل کر ایسی راکھ ہو گئی ہے کہ اب کسی جنم میں بھی زندہ نہ ہو سکے گی ۔"

راج رانی نے سکھ کا سانس لیا اور بولی ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر صاحب! آپ نے اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے مگر ہمیں راجکماری کی حرکتوں پر کڑی نظر رکھنی ہوگی، ہو سکتا ہے آگے چل کر وہ ہمارے لیے کوئی اور مصیبت کھڑی کر دے۔ کیوں کہ اس کو ہماری خونی سازش کا علم ہو چکا ہے۔

وزیر نے کہا: آپ بالکل بے فکر رہیں راج رانی جی! میں اسے ایک پل کے لیے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔ اب اجازت دیجئے۔

اور آپ آرام سے سو جائیے"

یہ کہہ کر وزیر راج رانی کی خواب گاہ سے نکل گیا۔

ادھر ماریا کی جب دونوں آنکھیں کھلیں تو اس نے دیکھا کہ وہ دریا کی لہروں پر بہتی چلی جا رہی ہے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمران سیریز ایڈونچر

(۱)	لنڈی کوتل کا مجرم (?)	5/-
(۲)	مفرور قیدی	5/-
(۳)	[illegible]	5/-
(۴)	[illegible]	5/-
(۵)	شاہی تاج کی چوری	5/-
(۶)	خونی راز	5/-
(۷)	آدھی رات کا فرار	5/-
(۸)	خفیہ دستاویز کی تلاش	5/-
(۹)	[illegible]	5/-
(۱۰)	بنگلے کا راز	5/-
(۱۱)	پیرس کے جاسوس	5/-
(۱۲)	[illegible]	5/-
(۱۳)	کے جی بی کے جاسوس	5/-
(۱۴)	موت کی چٹانیں	5/-
(۱۵)	بارود کی موت	5/-
(۱۶)	[illegible]	5/-
(۱۷)	[illegible]	5/-
(۱۸)	[illegible]	5/-
(۱۹)	[illegible]	5/-
(۲۰)	[illegible]	5/-
(۲۱)	تابوت، ڈیوڈ اور عمران	5/-
(۲۲)	[illegible]	5/-
(۲۳)	[illegible]	5/-
(۲۴)	[illegible]	5/-
(۲۵)	بلیک وارنٹ [illegible]	13/-
(۲۶)	[illegible]	5/-
(۲۷)	[illegible]	5/-
(۲۸)	[illegible]	5/-
(۲۹)	[illegible]	5/-
(۳۰)	ایٹم بم کی تلاش	5/-

مکتبہ [illegible]